منظور شدہ محکمہ تعلیم پنجاب بحوالہ چٹھی نمبر 25728

مورخہ 19-10-1994 برائے سکولز، کالجز، پبلک لائبریریز

نام کتاب ...... احوالِ برزخ ملقب بہ قبر میں کیا ہوگا؟

مصنف ...... صوفی خادم حسین چشتی صابری (دامت برکاتہم العالیہ)

تاریخ اشاعت اوّل ...... ستمبر 1994ء

تاریخ اشاعت دوم ...... ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ بمطابق جنوری 2016ء

تعداد 1100

صفحات 160

ہدیہ ...... 120 روپے

کمپوزنگ و ڈیزائننگ ...... اقراء کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز، پریس مارکیٹ فیصل آباد

فون 041-2633231 موبائل: 0333-6541232

مطبع ...... آصف یاسین پرنٹنگ پریس بلال گنج لاہور

فون 042-37114511 موبائل: 0300-9400962

ملنے کا پتہ

ڈیرہ صوفیاں

چک نمبر 260 ر۔ب وڈا وصیلہ شریف نزد ڈجکوٹ، ضلع فیصل آباد

فون: 0300-7284070

رابطہ کیلئے: ماسٹر غلام احمد ندیم 0346-7718092

انٹرنیٹ رابطہ: www.samratekhadmeen.org
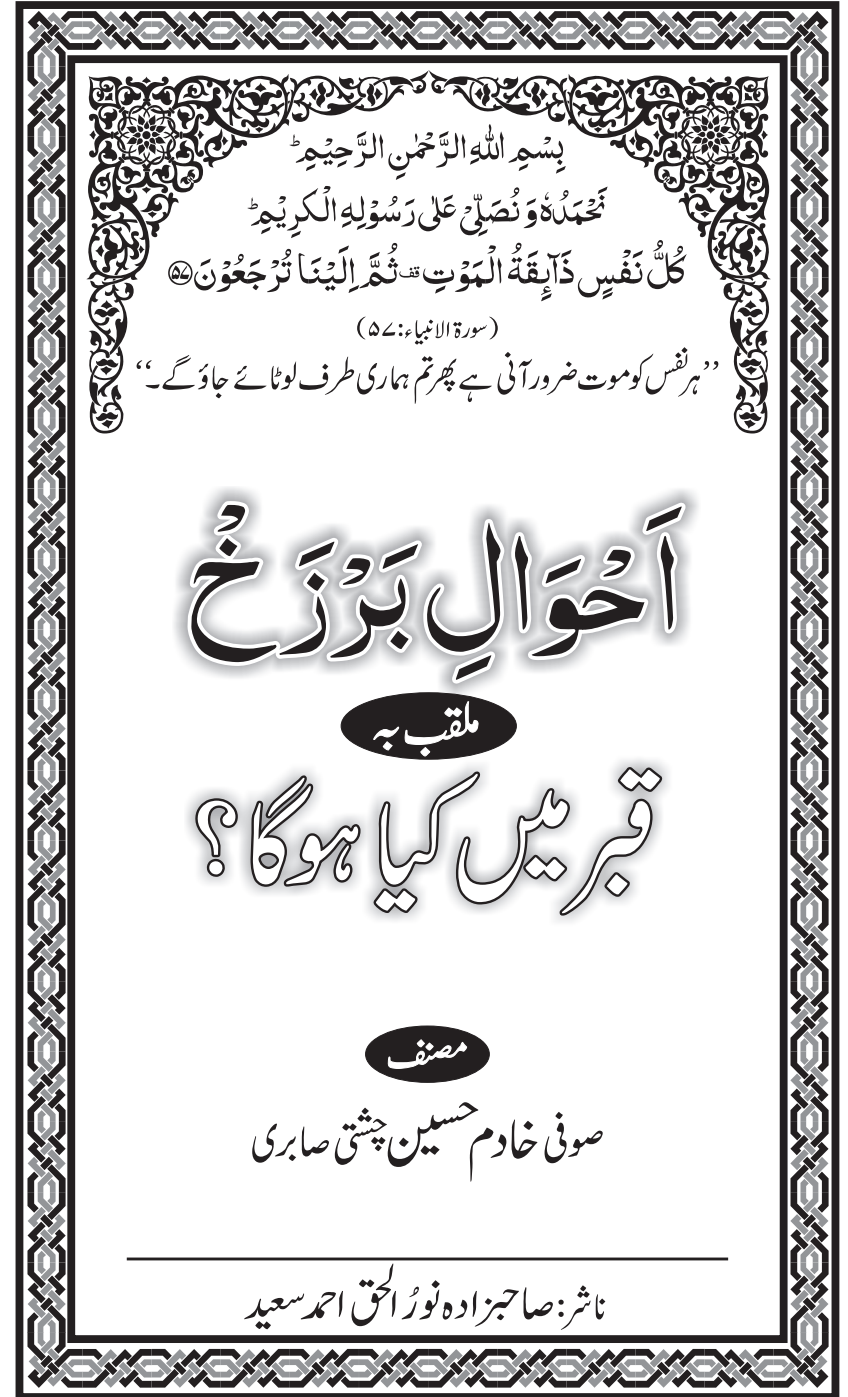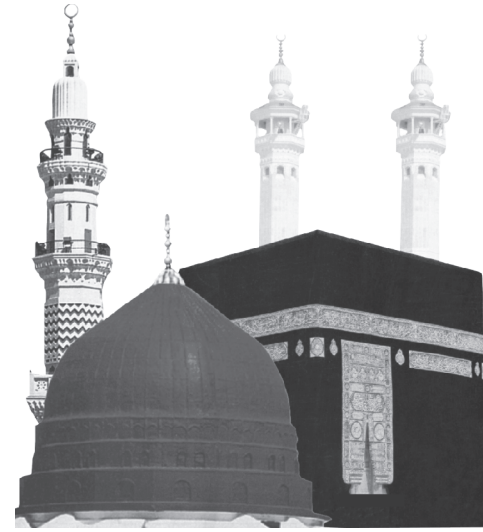
انتساب

حضرت میاں ماہی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

کی ذات بابرکات کے نام

جن کے چشمہ فیض روحانیت سے مخلوقِ خدا

مستفیض و مستفید ہو رہی ہے

اور ہوتی رہے گی۔ آمین

خاکپائے بزرگاں

صوفی خادم حسین

فہرست مضامین

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَمَّا بَعْدُ!
اللہ رب العزت خالق و مالک کائنات کا فرمان ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ الانبیاء:۵۷)
"ہر نفس کو موت ضرور آنی ہے۔"

قرآن پاک میں ہی سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۹ میں اللہ کریم کا فرمان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے کیونکر انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، پھر میں نے تمہیں زندگی بخشی پھر تم کو موت دی اور پھر تمہیں دوبارہ زندہ کروں گا اور تم میرے روبرو اپنے اعمال کی جواب دہی کیلئے پیش کئے جاؤ گے۔

اس آیت کریمہ پر غور کریں تو معلوم ہوا کہ ہر انسان کی یہ زندگی (دنیا کی عارضی و فانی زندگی) ایک دوسری زندگی کا ابتدائی حصہ ہے۔ اور خالق کائنات نے انسان کو یہ زندگی اور پھر اس زندگی کے خاتمہ پر موت دینے کو ایک نعمت اور ایک احسان کہا ہے کہ موت کے بعد ہی انسان ایک دائمی زندگی کی طرف جائے گا، جس کے بعد کسی موت یا زندگی کے خاتمہ کا کوئی ذکر نہ ہے۔ گویا کہ وہ زندگی دائمی ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی، مگر اس زندگی کا آغاز کب ہوگا۔ اسے قرآن کریم میں یوم الآخر اور یومِ الدین کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ گویا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب خالقِ کائنات کے حکم سے اس کائنات کو ختم کر دیا جائے گا اور پھر دوبارہ صور پھونک کر میدانِ حشر قائم کیا جائے گا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

آخری انسان تک تمام انسانوں کو اپنے پروردگار حقیقی کے سامنے اپنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے پیش ہونا ہوگا۔ اس کے بعد اس عارضی و فانی زندگی میں ہر انسان کے اعمال اور عقیدہ کے مطابق اس کے لئے جزا وسزا کا فیصلہ کر کے اسے جنت یا دوزخ میں رہنے کو بھیجا جائے گا۔

مگر اب انسان کے دماغ میں یہ بات آتی ہے کہ جزا وسزا کے بعد کی زندگی تو قیامت سے شروع ہوگی جبکہ دنیاوی زندگی ختم ہونے کے بعد وفات پانے والوں کو تو قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ اب قیامت آنے کا علم تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ہی ہے اس درمیانی عرصہ میں (جو کہ انسان کو قبر میں گزارنا ہے) اُس سے کیا سلوک ہوتا ہے اور اُس کے لئے کون سا مقام ہوتا ہے۔ اسی کو برزخ کا نام دیا گیا ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا کہ بندے کو اس کی قبر ہر دن میں اور ہر رات میں یاد کرتی ہے تو بندوں کو بھی اس زندگی کو عارضی و فانی سمجھ کر موت اور قبر کو یاد رکھنا چاہئے۔ اور اس فانی زندگی میں نیک اعمال کا ذخیرہ کرنا چاہئے تاکہ جب اسے موت اور قبر سے واسطہ پڑے تو وہ بھی خندہ پیشانی سے مرحبا کہتے ہوئے بندے کا استقبال کرے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فاضل مصنف نے کتاب ہذا میں موت کے بعد جب بندے کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ پیش آنے والے حالات و واقعات کا ذکر نہایت سادہ اور مؤثر انداز میں کیا ہے۔

فاضل مصنف نے کتاب ہذا میں میت کو قبر میں دفن کرنے کے ساتھ ہی کئے جانے والے سوالات وجوابات اور پھر اس بندے کے دنیاوی اعمال کے مطابق اس کے مقام کے مطابق تا قیام قیامت قبر میں اس سے ہونے والے سلوک کا ذکر فرمان خداوند کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس

عالم فانی میں زندگی گزارنے والوں کو وفات پاجانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے اور زیارت قبور کے بارے میں بھی احادیث نبوی ﷺ اور فرمودات بزرگانِ دین بھی تحریر کئے ہیں، تاکہ عام مسلمان اس کتاب سے فائدہ اٹھا کر اس عارضی و فانی زندگی کو اس عظیم کامیابی جس کا ذکر قرآن کریم میں "فَوۡزٌ عَظِیۡمٌ" سے کیا گیا کے حصول کے لئے صَرف کرے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہم سب مسلمانوں پر اپنی رحمت فرماتے ہوئے ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس زندگی کے بعد برزخ اور اُخروی ودائمی زندگی میں اس عظیم کامیابی سے سرفراز فرمائے۔آمین ثم آمین

چوہدری محمد سعید ایڈووکیٹ

مُقدّمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ!

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انسانوں اور جنّوں کو حسبِ مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے۔ برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف چونکہ عام لوگ اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے ہیں۔اس لئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں۔

کتاب ہذا میں میری یہ کوشش ہے کہ برزخ (قبر) کے حالات نہایت آسان پیرایہ میں لکھ دیئے جائیں تاکہ سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو اور نفع عام ہو جائے۔

پڑھنے والوں کی سہولت کے لئے میں نے اس رسالہ کو تین فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔

اگر کوئی غلطی یا کوتاہی نظر سے گزرے تو وہ میری لغزش قلم اور بے علمی کا نتیجہ ہے۔نظر لطف و کرم سے اس کی اصلاح فرمادیں تو موجبِ شکر و منت ہوگا۔

خاکپائے بزرگاں
صوفی خادم حسین چشتی صابری

و من یکن همه الدنیا لیبعمها
فسوف یوما علی زعم یخلیها

لاتشبع النفس من دنیا تجمعها
وبلغت من قوام العیش تکفیها

لا دارللمرء بعد الموت یسکنها
الا التی کان قبل الموت یبنیها

فمن بناها بخیر طاب مسکنه
و من بناها بشر خاب بانیها

فاغرس اصول التقی عشت مجتهدا
واعلم بانّك بعد الموت تجنیها

''جس کا قصد دنیا کا جمع کرنا ہو۔ وہ ایک دن ذلت کے ساتھ اسے چھوڑے گا۔ جس دنیا کو جمع کر رہا ہے۔ اس سے نفس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور تھوڑی سی دنیا زندگی قائم رکھنے کو کافی ہے۔ آدمی کے لئے مرنے کے بعد رہنے کا کوئی مکان نہیں ہے۔ مگر وہی جس کو اس نے موت سے پہلے بنایا ہے۔ جس نے موت سے پہلے اچھا مکان بنا لیا تو اس کو اچھا مکان مل گیا۔ اور جس نے بُرا مکان بنایا تو بنانے والا رسوا ہوا۔ زندگی میں کوشش کر کے تقویٰ کا درخت لگا۔ اور یہ سمجھ لے کہ موت کے بعد تو اس کا پھل توڑے گا۔'' (روض)

پہلی فصل:

سوال قبر اور اس کے متعلقات

قبر میں سوال کا ہونا ثابت ہے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے ساتھ جیسے مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ نَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
(مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیت يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (اللہ مؤمنوں کو قول ثابت پر قائم رکھے گا) قبر کے عذاب (سوال) میں نازل ہوئی (وہ سوال یہ ہے) کہ میت کو کہا جاتا ہے تیرا رب کون ہے۔ نبی کون ہے (اگر مؤمن ہو) تو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔''

وَ عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ)

''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مسلمان شخص سے قبر میں سوال کیا جاتا

ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس آیت یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو قول ثابت پر محکم رکھتا ہے۔ اس سے مراد قبر کا سوال ہے۔''

فائدہ:

قبر کا سوال حق ہے یعنی جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے ان تین امروں کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے۔ اگلی حدیثوں میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (مؤمن کے پاس قبر میں) دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ یہ شخص (محمد ﷺ) جو تمہاری طرف مبعوث ہوا کون ہے؟ وہ کہتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام نازل ہوں۔ تو وہ فرشتے کہتے ہیں۔ تجھے کس طرح معلوم ہوا۔ وہ کہتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا (اس میں یہ سب کچھ پایا) پس میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور اس کو سچا جانا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے یہی مراد ہے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آسمان سے

پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے واسطے بہشتی فرشوں سے فرش بناؤ اور بہشتی حلّوں سے اسے کپڑے پہناؤ اور اس کیلئے بہشت کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ پس بہشتی دروازہ اس پر کھول دیا جاتا ہے اور وہاں سے ٹھنڈی ہوا اس کو آتی رہتی ہے اور نظر کی انتہا تک اس کی قبر فراخ کی جاتی ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے کافر کی موت کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مرنے کے بعد اس کی روح کو اس کے جسم میں داخل کیا جاتا ہے اور فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں تو نہیں جانتا، پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ تو کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا، پھر پوچھتے ہیں یہ شخص جو تمہاری طرف مبعوث ہوا تُو اس کے بارے میں کیا کہتا ہے تو پھر بھی کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا۔ پس آسمان سے آواز آتی ہے۔ اس نے جھوٹ کہا (بلکہ اللہ تعالیٰ کا دین اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت جہان میں ظاہر تھی اور ہر شخص تک پہنچ چکی تھی، اس نے دنیا میں انکار کیا اور سرکشی کر کے اس کو قبول نہ کیا) پس اس کو دوزخ کا فرش بنا دو، آگ کا لباس پہنا دو اور اس پر دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے دوزخ کی تپش اور سخت گرم لُو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے عذاب دینے کے لئے ایک (عذاب دینے والا) مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے۔ اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جائے۔ (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس گرز کو ایک مرتبہ مارتا ہے تو اس کی آواز کو انسان اور جنّات کے علاوہ مشرق و مغرب کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ ایک مرتبہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور

پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ از احمد ابوداؤد)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی کو قبر میں دفن کر کے لوگ واپس لوٹتے ہیں۔ بے شک وہ (میت) ان کی جوتیوں کی آہٹ کو سن رہا ہوتا ہے تو فرشتے اس کو بٹھا دیتے ہیں اور کہتے ہیں تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس مؤمن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پس اس کو کہا جاتا ہے۔ (اگر تو مؤمن نہ ہوتا اور صحیح جواب نہ دیتا) تو دیکھ تیری جگہ دوزخ تھی (لیکن تیرے ایمان کے سبب سے) اللہ تعالیٰ نے تیری جگہ بہشت میں تجھے عطا فرمائی۔ پس دوزخ (پہلے دیکھ کر اور اس کے بعد) بہشت کو دیکھتا ہے (تاکہ اس کی خوشی زیادہ ہوجائے) لیکن کافر ومنافق کو جب کہا جاتا ہے کہ تو اس آدمی کے حق میں کیا کہتا ہے۔ پس (کافر) کہتا ہے میں نہیں جانتا (اور منافق کہتا ہے) جو کچھ دوسرے لوگ اس کو دنیا میں کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہتا۔ پس اس کو کہا جاتا ہے کہ تو نے (حق کو) نہ خود جانا اور نہ کسی سے پڑھا سمجھا۔ پھر اس کافر و منافق کو لوہے کی گرزوں سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنا روتا چلاتا ہے کہ اس کے چلانے کو اسکے پاس کا ہر کوئی سنتا ہے۔ بغیر جنّوں اور انسانوں کے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت کو قبر میں جب رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ وہ اگر مؤمن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا

کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا۔ پھر اس کی قبر ستر مربع ہاتھ کشادہ کردی جاتی ہے۔ پھر منور کردی جاتی ہے۔ پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سوجا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کے لئے جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں ہے) تو سوجا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اس کے شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا۔ (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔ (مشکوٰۃ از ترمذی)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ اور تیرا دین کیا اور تیرا نبی کون ہے۔ پس مؤمن کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد (ﷺ) میرے نبی ہیں۔ پس پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے سچ کہا اسے بہشت کا بچھونا بچھا دو اور بہشتی کپڑے پہنا دو۔ (شرح الصدور از بیہقی)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ''مؤمن'' اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا۔ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) ہیں جو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ سو ہم نے ان کی تصدیق کی پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا

ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کونہیں دیکھ سکتا (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟) پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا۔

پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانہ ہے۔تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور ان شاء اللہ یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اُٹھے گا۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں پھر اس سے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں) یہ کون ہیں وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں مَیں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ(تونے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی) اللہ تعالیٰ نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور ان شاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اُٹھے گا۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت میرے دروازے پر آئی اور بھیک مانگنے لگی کہ مجھے کچھ کھانے کو دے دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے بچائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت کو ٹھہرالیا۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ اس یہودی عورت نے یہ دو باتیں کہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال کا فتنہ ایسا ہے کہ کوئی نبی علیہ السلام پہلے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایسے نہیں گزرے جنہوں نے اپنی امت کو اس کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو،لیکن میں اس کے متعلق ایک بات کہتا ہوں جو اب تک کسی نبی علیہ السلام نے نہیں کہی۔ وہ یہ ہے کہ وہ کانا ہے اور اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا۔جس کو ہر مؤمن پڑھ لے گا۔قبر کے فتنہ کی بات یہ ہے کہ جب کوئی نیک بندہ مرتا ہے تو فرشتے اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں۔ وہ ایسی حالت میں بیٹھتا ہے کہ نہ اس کو کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ نہ اس پر کوئی غم مسلط ہوتا ہے۔ پھر اس سے اوّل تو اسلام کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ اسلام کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ اس کے بعد پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے (یعنی حضور اقدس ﷺ کے) بارے میں کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کے پاس سے ہمارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے۔ ہم نے ان سب کو سچا جانا جو حضور ﷺ لے کر آئے تھے۔ اس کے بعد اس کو اوّل دوزخ کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ دیکھتا ہے کہ آدمی ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ کو دیکھ حق تعالیٰ جلّ شانہ نے تجھے اس آفت سے نجات عطا فرمادی۔ اس کے بعد اس کو جنت کا ایک مقام دکھایا جاتا ہے جہاں وہ نہایت زیب و زینت دیکھتا ہے اور اس کے

لطف کے مناظر دیکھتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس میں یہ جگہ تیرے رہنے کی ہے (قیامت کے بعد تو یہاں لایا جائے گا) تو دنیا میں آخرت کا یقین کرنے والا تھا اور اسی پر تیری موت ہوئی اور اسی پر قیامت میں تو قبر سے اٹھایا جائے گا۔

اور جب کوئی بُرا آدمی مرتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ نہایت گھبرایا ہوا اور خوف زدہ ہو کر بیٹھتا ہے۔ اور اس سے بھی وہی سوال ہوتا ہے جو پہلے گزرا۔ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں لوگوں کو میں نے جو کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہہ دیتا تھا۔ اس کیلئے اوّل جنت کا دروازہ کھول کر اس کو وہاں کی زیب و زینت اور جو نعمتیں وہاں ہیں دکھائی جاتی ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہاں تیرا اصل مقام تھا مگر تجھے یہاں سے ہٹا دیا گیا۔ پھر اس کو جہنم دکھائی جاتی ہے جہاں ایک پر دوسرا ٹوٹا پڑتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اب تیرا ٹھکانہ یہ ہے تو دنیا میں شک ہی میں رہا۔ اسی پر مرا، اسی پر قیامت میں اٹھایا جائے گا۔ (ترغیب)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے۔ جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے آس پاس (باادب) اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی، جس سے زمین کرید رہے تھے (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔

پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مؤمن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن

ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرستے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر (حضرت) ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف نکل کر چل۔ چنانچہ اس کی روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے۔ جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا) قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔ پس اسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے، حتیٰ کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو کبھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مُشک کی پائی گئی ہے۔ اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اس روح کو لے کر فرشتے (اوپر) چڑھتے ہیں۔ اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے۔ وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علیین میں لکھو اور اس کو (سوال و جواب کے لئے) زمین پر واپس لے جاؤ، کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اس میں ان کو لوٹا دوں گا۔ اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا۔ چنانچہ اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں

جیسے دنیا میں تھی، بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہوگی) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جو تمہارے پاس بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر محمد ﷺ ہیں۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی۔ سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے کہ میرے بندے نے صحیح صحیح جواب دیا۔ اس کے لئے جنت کے بچھونے بچھا دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو۔ اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ اس کے بعد نہایت خوب صورت چہرے والا بہترین لباس والا (اور) پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سن لے۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں۔ اس کے بعد وہ (خوشی میں) کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرما اے رب قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔

اور بلاشبہ جب کافر دنیا سے جانے اور آخرت کا رُخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ

ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اسکی نظر پہنچتی ہے۔ پھر (حضرت) ملک الموت تشریف لاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان! اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف نکل۔ ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں اِدھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے۔ لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اُون سے صاف کی جاتی ہے (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اُون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو۔ اور اس کو زور سے کھینچا جائے) پھر اس کی روح کو ملک الموت (اپنے ہاتھ میں) لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل جھپکنے کی برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے حتیٰ کہ فوراً ان سے لے کر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں (جو ان کے پاس ہوتے ہیں) اور ان ٹاٹوں میں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسی کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مُردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹی ہو۔ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ اس کے بُرے سے بُرا وہ نام لے کر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ حتیٰ کہ وہ اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہ نے فرمایا ہے:

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى
يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ (سورۃ الاعراف:۴۰)

''ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے۔ جب تک اونٹ سوئی

کے ناکے میں نہ چلا جائے۔''

پھر اللہ تعالیٰ جَلّ شانہٗ فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھ دو۔ جو سب سے نیچی زمین میں ہے، چنانچہ اس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ (سورۃ حج:۳۱)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں۔ یا اس کو ہوا نے دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک دیا۔''

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے جو تمہارے پاس بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ جب یہ سوال و جواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دو۔ (چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے) اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی پسلیاں بھینچ کر آپس میں اِدھر کی اُدھر چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور بُرے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ اس کے جسم سے بُری بدبو آتی ہے۔ وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ مصیبت کی خبر سن لے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ

کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صورت اسی لائق ہے کہ تو بُری خبر سنائے وہ کہتا ہے کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ یہ سن کر (وہ اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہوں گا) یوں کہتا ہے کہ اے رب! قیامت قائم نہ کر۔ (مشکوٰۃ)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ۔ میں نے اس کا خوشی میں اور غم دونوں میں امتحان لے لیا۔ وہ ایسا ہی نکلا جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ اس کو لے آؤ تا کہ دنیا کی مشقتوں سے اس کو راحت مل جائے۔ ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں۔ ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں جن میں ہر ایک میں بیس رنگ ہوتے ہیں اور ہر رنگ میں نئی خوشبو ہوتی ہے۔ اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مُشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں۔ اور فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ اور اس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں۔ اور جنت کا دروازہ اس کی نگاہ کے سامنے کھول دیتے ہیں۔ اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ بچے کے رونے کے وقت اس کے گھر والے مختلف چیزوں سے اس کا دل بہلاتے ہیں۔ کبھی اس کی حوریں سامنے کر دی جاتی ہیں، کبھی وہاں کے پھل، کبھی عمدہ عمدہ لباس غرض مختلف چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اس کی حوریں (بیویاں) خوشی میں کودنے لگتی ہیں۔ ان سب مناظر کو دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے (جیسا کہ پنجرہ میں جانور نکلنے کو پھڑکتا ہے) اور ملک الموت اس سے کہتا ہے۔

اے مبارک روح چل ایسی بیریوں کی طرف جن میں کانٹا نہیں ہے اور ایسے کیلوں کی طرف جو تہ بتہ لگے ہوئے ہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گہرا وسیع ہے، اور پانی بہہ رہے ہیں۔ (یہ چند مناظر کی طرف اشارہ ہے جو قرآن پاک میں سورۃ واقعہ کی آیات ۲۸ تا ۳۰ میں ذکر کئے گئے ہیں:

فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ﴿۲۸﴾ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿۳۰﴾

''(وہ عیش کریں گے) کانٹوں سے پاک بیریوں میں۔ اور اُوپر تلے لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں۔ اور دور تک پھیلے ہوئے سائے میں۔''

اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچے سے کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ روح حق تعالیٰ شانہٗ کے ہاں مقرب ہے۔ وہ اس روح کے ساتھ لُطف سے پیش آتا ہے، تاکہ حق تعالیٰ شانہٗ اس فرشتے سے خوش ہوں۔ وہ روح بدن میں سے اس طرح سہولت سے نکلتی ہے جیسا کہ مکھن سے بال نکل آتا ہے۔ جب روح نکلتی ہے تو سب فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ذکر فرماتا ہے:

الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیۡنَ ۙ (سورۃ نحل:۳۲)

''یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوتے ہیں۔''

اور اگر وہ مقرب بندوں میں ہوتا ہے تو سورۃ واقعہ میں اس کے متعلق ارشاد ہے:

فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ ﴿۸۹﴾ (سورۃ واقعہ:۸۹)

''تو (اس کیلئے) آرام ہی آرام ہے، خوشبو ہی خوشبو ہے، اور نعمتوں سے بھرا باغ ہے۔''

پس جس وقت روح بدن سے جدا ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ تجھ کو جزائے خیر دے۔ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت میں جلدی کرنے والا تھا۔ اس کی نافرمانی میں سستی کرنے والا ہے۔ تجھے آج کا دن مبارک ہو، تو نے خود بھی عذاب سے نجات پائی اور مجھے بھی نجات دی۔ اور یہی مضمون بدن رخصت ہوتے وقت روح سے کہتا ہے۔ اس کی جدائی پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر وہ اکثر عبادت کیا کرتا تھا۔ آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جن سے اس کے اعمال اوپر جایا کرتے تھے۔ اور جن سے اس کا رزق اترا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہوجاتے ہیں۔ اور جب نہلانے والے اس کو کروٹ دیتے ہیں تو وہ فرشتے فوراً اس کو کروٹ دینے لگتے ہیں۔ اور جب وہ کفن پہناتے ہیں تو اس سے پہلے وہ فوراً اپنا لایا ہوا کفن پہنا دیتے ہیں۔ جب وہ خوشبو ملتے ہیں تو وہ فرشتے اس سے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے دروازہ سے قبر تک دونوں جانب قطار لگا کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے جنازہ کا دعا اور استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔

یہ سارے منظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکروں سے کہتا ہے تمہارا ناس ہوجائے۔ یہ تم سے کس طرح چھوٹ گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ معصوم تھا۔ اس کے بعد حضرت ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہ فرشتے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں

دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک الموت علیہ السلام اس کو عرش تک لے جاتے ہیں تو وہاں پہنچ کر وہ روح سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندے کی روح پہنچا دو۔

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ (سورۃ واقعہ:۲۸،۲۹)

''کانٹوں سے پاک بیروں میں۔ اور اوپر تلے لدے ہوئے کیلے کے درختوں میں۔''

جب اس کی نعش قبر میں رکھی جاتی ہے تو اس کی نماز اس کے دائیں طرف آ کر کھڑی ہوجاتی ہے۔ روزہ بائیں طرف آ کر کھڑا ہوجاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سر کی طرف کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور جماعت کی نماز کو جو قدم چلے ہیں وہ پاؤں کی طرف کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور (مصائب پر اور گناہوں سے) صبر قبر کے ایک جانب کھڑا ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد عذاب اس قبر میں اپنی گردن نکالتا ہے۔ اور وہ مردہ تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن وہ اگر دائیں جانب سے آتا ہے تو نماز اس کو کہتی ہے کہ پرے ہٹ! یہ شخص اللہ کی قسم دنیا میں ہمیشہ مشقت اٹھاتا رہا۔ ابھی ذرا راحت سے سویا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے آتا ہے تو روزہ اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔ پھر وہ سر کی جانب سے آتا ہے تو تلاوت اور ذکر اس کو روک دیتے ہیں کہ ادھر کو تیرا راستہ نہیں ہے۔ غرض وہ جس جانب سے جانا چاہتا ہے اس کو راستہ نہیں ملتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی کو ہر طرف سے عبادتوں نے گھیر رکھا ہے۔ وہ عذاب عاجز ہوکر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد صبر جو ایک کونے میں کھڑا تھا۔ ان عبادتوں سے کہتا ہے کہ میں اس انتظار میں تھا کہ اگر کسی جانب (عبادت کی کسی قسم کی کمزوری سے) کچھ ضعف ہو تو میں اس جانب مزاحمت کروں گا۔ مگر الحمدللہ کہ تم نے مل کر اس کو دفع کر دیا۔

اب میں (اعمال تلنے کی) ترازو کے وقت اس کے کام آؤں گا۔

اس کے بعد دو فرشتے اس مُردہ کے پاس آتے ہیں جن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہیں اور آواز بادلوں کی زوردار گرج کی طرح ہوتی ہے۔ ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح ہوتی ہیں۔ ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں۔ بال اتنے بڑے کہ پاؤں تک لٹکتے ہوئے۔ ان کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک اتنا فاصلہ کہ کئی دن میں چل کر پورا ہو۔ مہربانی اور نرمی گویا ان کے پاس سے بھی نہیں گزری (البتہ سختی کا معاملہ مؤمنوں کے ساتھ نہیں کرتے) ان کو منکر نکیر کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک اتنا بڑا اور بھاری ہتھوڑا کہ اگر ساری دنیا کے انسان اور جنات مل کر اٹھائیں تو ان سے نہ اٹھ سکے۔ وہ آ کر مُردہ سے کہتے ہیں بیٹھ جا۔ مُردہ ایک دَم بیٹھ جاتا ہے اور کفن اس کے سر سے نیچے سرین تک آجاتا ہے۔

وہ سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا مذہب کیا ہے؟ تیرے نبی کا نام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ جل شانہٗ ہے جو وحدہ لاشریک لہٗ ہے (وہ تن تنہا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں) میرا دین اسلام ہے۔ میرے نبی محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ وہ دونوں کہتے ہیں تو نے صحیح کہا ہے۔ اس کے بعد وہ قبر کی دیواروں کو سب طرف سے ہٹا دیتے ہیں جس سے وہ اوپر سے اور چاروں طرف سے (دائیں بائیں، سرہانے اور پائنتی) سے بہت وسیع ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ سر اوپر اٹھاؤ۔ مُردہ جب سر اٹھاتا ہے تو اس کو ایک دروازہ نظر آتا ہے جس میں سے جنت نظر آتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اے اللہ کے ولی! وہ جگہ تمہارے رہنے کی ہے، اس وجہ سے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں، قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے

قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی۔

اس کے بعد وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اپنے پاؤں کی طرف دیکھو وہ دیکھتا ہے تو جہنم کا ایک دروازہ نظر آتا ہے (جس سے دوزخ کی حالت نظر آتی ہے) وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے ولی! تو نے اس دروازہ سے نجات پا لی ہے۔ اس وقت بھی مُردہ کو اس قدر خوشی ہوتی ہے جو کبھی نہ لوٹے گی۔ اس کے بعد اس قبر میں ۷۷ دروازے جنت کی طرف کھل جاتے ہیں جن میں سے وہاں کی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی رہتی ہیں اور قیامت تک یہی منظر رہے گا۔

اس کے بعد دوسرے کی حالت سنو کہ حق تعالیٰ شانہٗ ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ میرے دشمن کے پاس جاؤ اور اس کی جان نکال لاؤ، میں نے اس پر ہر قسم کی فراخی رکھی۔ اپنی نعمتیں (دنیا میں چاروں طرف سے) اس پر لاد دیں، لیکن وہ میری نافرمانی سے باز نہیں آیا۔ لاؤ آج اس کو سزا دوں۔ ملک الموت نہایت تکلیف دِہ صورت میں اس کے پاس آتے ہیں۔ اس صورت سے کہ بارہ آنکھیں ان میں ہوتی ہیں۔ ان کے پاس ایک گرز (لوہے کا ایک موٹا سا ڈنڈا) جہنم کی آگ کا بنا ہوا ہوتا ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ پانچ سو فرشتے جن کے ساتھ تانبے کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اور ہاتھوں میں جہنم کی آگ کے بڑے بڑے انگارے اور آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو دہکتے ہوئے ہوتے ہیں۔ ملک الموت آتے ہی وہ گرز اس پر مارتے ہیں جس کے کانٹے اس کے ہر رگ و پے میں گھس جاتے ہیں۔ پھر وہ اس کو کھینچتے ہیں اور باقی فرشتے ان کوڑوں سے اس کے منہ کو اور سرین کو مارنا شروع کر دیتے ہیں جن سے وہ مُردہ غش کھانے لگتا ہے۔ وہ اس کی روح کو پاؤں کی انگلیوں سے نکال کر ایڑی میں روک دیتے ہیں۔ اور پٹائی کرتے رہتے ہیں۔ پھر ایڑی سے نکال کر گھٹنوں میں روک دیتے

ہیں۔ پھر وہاں سے نکال کر (اور جگہ جگہ اس لئے روکتے ہیں تاکہ دیر تک تکلیف پہنچائی جائے) پیٹ میں روک دیتے ہیں اور وہاں سے کھینچ کر سینے میں روک دیتے ہیں۔ پھر فرشتے اس تانبے کو اور جہنم کے انگاروں کو اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور ملک الموت علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے ملعون روح! نکل اور اس جہنم کی طرف چل جس کی صفت (قرآن پاک سورۃ واقعہ آیت ۴۲، ۴۳ میں) فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ...الآیہ ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے پانی میں سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش ہوگا (بلکہ سخت تکلیف دینے والا ہوگا) ہوں گے۔ پھر جب اس کی روح بدن سے رخصت ہوتی ہے تو وہ بدن سے کہتی ہے کہ حق تعالیٰ تجھے برا بدلہ دے تو مجھے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جلدی سے لے جاتا تھا اور اس کی اطاعت میں سستی کرتا تھا۔ تو خود بھی ہلاک ہوا اور مجھے بھی ہلاک کیا۔ یہی مضمون بدن روح سے کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ گناہ کرتا تھا اس پر لعنت کرتے ہیں۔ شیطان کے لشکر دوڑتے ہوئے اپنے سردار ابلیس کے پاس جا کر خوشخبری سناتے ہیں کہ ایک آدمی کو جہنم تک پہنچا دیا۔ پھر جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس پر تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ پھر اس پر کالے سانپ مسلط ہو جاتے ہیں جو اس کی ناک اور پاؤں کے انگوٹھے سے کاٹنا شروع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ دونوں جانب کے سانپ درمیان میں آکر مل جاتے ہیں۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر جن کی ہیئت ابھی گزر چکی ہے) آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ ہر سوال کے جواب میں لاعلمی ظاہر کرتا ہے اور اس کے جواب پر اس کو گرز سے اس قدر زور سے مارتے ہیں کہ اس گرز کی چنگاریاں قبر میں پھیل جاتی ہیں۔ اس کے بعد اس کو

کہتے ہیں کہ اوپر دیکھ۔ وہ اوپر کی طرف جنت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتا ہے۔ (اس کی باغ و بہار وہاں سے نظر آتی ہے) وہ فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن! اگر تو اللہ تعالیٰ شانہٗ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کو اس وقت ایسی حسرت ہوتی ہے کہ ایسی حسرت کبھی نہ ہوگی پھر دوزخ کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کے دشمن! اب تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ اس لئے کہ تونے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کے بعد ےے دروازے جہنم کے اس کی قبر میں کھول دیئے جاتے ہیں جن میں سے قیامت تک گرم ہوائیں اور دھوائیں وغیرہ آتا رہتا ہے۔

فوائد متعلقہ سوالِ قبر

اب اس مقام پر چند فوائد متعلقہ کا بیان کر دینا نہایت ضروری ہے۔

فائدہ نمبر ۱:

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ منکر ونکیر کا سوال ہر فوت ہوئے شخص سے ہوتا ہے۔ خواہ وہ قبر میں دفن کیا جائے یا اس کو درندے کھا جائیں یا جل کر راکھ ہوجائے یا غرق ہوجائے۔

شرح الصدر میں ہے کہ جو شخص دفن نہ کیا جائے۔ اس سے بھی قبر کا سوال وعذاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی نظروں سے قبر کا سوال وعذاب دیکھنا پوشیدہ کر دیا ہے جس طرح فرشتوں اور شیاطین کی رویت اور دیکھنے کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ (پہلے زمانہ میں) ایک شخص نے بہت

زیادہ گناہ کئے جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو آدھی خشکی میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا۔ یہ وصیت کر کے اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہوگیا اور اس نے اس کے باوجود بھی مجھے زندہ کرلیا تو مجھے ضرور بالضرور زبردست عذاب دے گا جو (میرے علاوہ) سارے جہانوں میں سے اور کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے حصوں کو جمع کردے۔ سمندر نے اپنے اندر کے سارے ذرّوں کو جمع کردیا اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا۔ اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذرّوں کو جمع کردیا۔ سارے ذرّے جمع فرما کر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ فرما دیا۔ پھر اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ تونے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار! تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا۔ اور آپ خوب جانتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری ومسلم)

فائدہ نمبر ۲:

مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں لکھا ہے کہ احادیث شریفہ میں صراحت کے ساتھ بیان ہے کہ سوال کے وقت روح بدن کی طرف لوٹ آتی ہے لیکن اس وقت روح کے لوٹنے سے وہ حیات بدن میں حاصل نہیں ہوتی جس سے بدن کو اپنی تدبیریں اور حاجتیں دنیاوی محسوس ہوں، بلکہ اس سے بدن کو ایک ایسی حیات حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعے فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔ اور درد یا خوشی کو معلوم کرسکتا ہے۔ پس یہ ایک قسم کی علیحدہ حیات ہے جس سے موت کا لفظ زائل نہیں ہوسکتا۔ جیسے نیند بھی اگرچہ ایک قسم کی موت ہے، لیکن اس سے حیات کا لفظ دور نہیں ہوسکتا، مگر یہ ظاہر ہے کہ

سوتے شخص کی حیات جاگتے شخص کی حیات سے الگ ہے۔ پس جس طرح نیند حیات اور موت کے درمیان ایک متوسط امر ہے اسی طرح یہ بھی متوسط امر ہے۔

متکلمین کہتے ہیں کہ روح کو بدن کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے جس کے سبب سے وہ فرشتوں کے سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ اور درد یا لذت کو معلوم کرسکتا ہے۔ خواہ روح ساتویں آسماں پر رہے یا سجین میں جیسے سورج چوتھے آسمان پر ہے، لیکن شعاعوں کے ذریعے اس کا زمین پر ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کے سبب سے زمین والے سورج سے پورے نفع مند ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح روح اگرچہ علیین یا سجین میں ہوتے ہیں لیکن اپنی قبروں کے ساتھ ان کو ایک خاص تعلق رہتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ موت نیست ہوجانا ہے نہ حشر ہوگا نہ نشر ہوگا۔ نہ خیر اور شر کا کچھ انجام ہے۔ انسان کی موت ایسی ہے جیسے اور حیوانات کی یا سوکھی گھاس کی۔ یہ رائے ملحدین اور ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔ اور بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ موت سے آدمی نیست ہوجاتا ہے، مگر قبر سے لے کر حشر تک نہ کسی عذاب سے درد پاتا ہے نہ ثواب سے راحت اور بعض یہ کہتے ہیں کہ روح باقی رہتی ہے۔ موت سے نیست نہیں ہوتی اور ثواب اور عذاب روحوں ہی کو ہے۔ جسموں کو نہیں۔ جسم ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے۔ نہ پھر سے زندہ ہوں گے۔ اور یہ سب اقوال گمان خراب اور حق سے پھرے ہوئے ہیں۔ اور جو بات قابل اعتبار ہے اور آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ موت صرف حال کے بدلنے کا نام ہے۔ اور روح جسم سے جدا ہونے کے بعد یا عذاب میں مبتلا یا آسائش میں چین پاتی باقی رہتی ہے۔ اور روح کے جسم سے جدا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا

تصرف جسم پر سے جاتا رہتا ہے۔ جسم اس کی اطاعت سے باہر ہوجاتا ہے۔

یعنی اعضاء سب کے سب روح کے آلات ہیں کہ اس سے وہ کام لیا کرتی ہے۔ مثلاً ہاتھ سے پکڑتی ہے۔ کان سے سنا کرتی ہے۔ آنکھ سے دیکھا کرتی ہے۔ اور دل سے اشیاء کی حقیقت جانا کرتی ہے۔ اور دل سے غرض یہاں روح ہے تو یہ غرض ہوئی کہ روح اشیاء کی حقیقت خود معلوم کیا کرتی ہے۔ کسی آلہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح کبھی اپنے آپ اقسام غم سے دکھ پایا کرتی ہے اور انواع خوشی سے سکھ اور یہ امور اعضائے جسمانی سے متعلق نہیں تو جتنی باتیں ایسی ہیں کہ ان سے خود روح موصوف ہوتی ہے۔ وہ تو بعد جسم کے جدا ہونے کے بھی روح کے ساتھ ہی ہیں اور جو باتیں روح کو بواسطہ اعضاء کے حاصل ہوا کرتی ہیں وہ جسم کے مرنے سے جاتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ دوبارہ پھر جسم میں روح آوے اور روح کا جسم میں دوبارہ آنا نہ قبر میں کچھ دشوار ہے نہ قیامت کے روز تک دیر ہونی کچھ بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا جس آدمی کے لئے حکم کردیا ہے۔ وہی اس کو خوب جانتا ہے اور موت کے باعث جسم کا بیکار ہونا ایسا ہے جیسے اپاہج آدمی کے اعضاء مزاج کے بگڑنے سے یا پٹھوں میں سُدّہ واقع ہونے کے باعث نکمے ہوجاتے ہیں اور ان میں روح اثر نہیں کرسکتی تو اس صورت میں روح کا عالم ہونا اور عاقل و مدرک ہونا باقی رہتا ہے اور بعض اعضاء سے کام لیتی ہے۔ اور بعض اس سے نافرمان ہوجاتے ہیں اور موت کے معنی سب اعضاء کے روح سے نافرمان ہونے کے ہیں۔ اور اعضاء تو روح کے آلات تھے جن سے وہ کام لیتی تھی۔

روح سے غرض وہ چیز ہے جو انسان کے اندر غموں کی تکالیف اور خوشیوں کی لذت معلوم کرتی ہے تو جب روح کا تصرف اعضاء میں باطل ہوگیا تو اس

کے علوم و ادراکات اور خوشی وغم اور لذت و درد کا قبول کرنا تو نہیں جاتا رہا۔ روح حقیقت میں وہی چیز ہے جو علوم کو ادراک کرتی ہے، رنج وراحت کو پاتی ہے اور یہ صفت نہیں مرتی بلکہ موت کے باعث بدن پر سے اس کا تصرف اٹھ جاتا ہے اور بدن اس کا آلہ نہیں رہتا۔ جیسے لنجے پن کے یہ معنی ہیں کہ روح کے آلہ ہونے سے ہاتھ نکل گیا اور اس کے کام کا نہ رہا۔ اسی طرح موت گویا سارے اعضاء کا اپاہج ہونا ہے کہ کوئی اس کا آلہ نہ رہا اور انسان کی حقیقت جو اس کا نفس اور روح ہے وہ بدستور موجود ہے۔ وہاں اس کے حال کا بدلنا دو طرح سے ہے۔

اوّل تو یہ کہ اس سے اس کی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں اور جملہ اعضاء چھن گئے اور اہل و اقارب اور زن و فرزند اور تمام اشیاء گھوڑے، سواریاں، غلام، گھر اور تمام جائیداد چھن گئی۔ اس میں کچھ فرق نہیں کہ آدمی سے یہ چیزیں چھن جائیں یا خود اس کو ان چیزوں سے چھین لیا جائے۔ اس لئے کہ ایذاء دینے والی چیز تو جدائی ہے اور جدائی دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ کبھی تو آدمی کا مال لوٹ لیا جاتا ہے اور کبھی مال وغیرہ بدستور رہتا ہے۔ اس کے مالک ہی کو قید کر لیا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں درد یکساں ہوتا ہے۔ موت بھی یہی ہے کہ انسان کو اس کے جمیع اموال اور لواحق سے لے کر ایک اور عالم میں بھیج دیا جائے جو اس کے مشابہ نہ ہو۔ پس اگر دنیا میں اس کی کوئی ایسی چیز ہوگی جس سے اس کو اُنس و راحت تھی تو بعد موت کے اس چیز کی حسرت بڑی ہوگی۔ اس کی جدائی میں اس شخص کو نہایت تکلیف ہوگی، بلکہ اس کا دل ہر چیز کی طرف التفات کرے گا۔ مال کی طرف جدا، جاہ کی طرف جدا اور جائیداد غیر منقول کی طرف جدا یہاں تک کہ اگر کوئی کُرتہ پہن کر خوش ہوا کرتا ہوگا تو اس کے چھوٹنے کا بھی رنج ہوگا۔ اگر بجز اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور چیز سے خوش نہ تھا اور نہ اس کے سوا دوسرے

سے الفت رکھتا تھا تو مرنے سے بڑی آسائش ملے گی۔ اس لئے کہ موانع برطرف ہوں گے اور محبوب میں اور اپنے آپ میں تخلیہ ہوجائے گا۔ تمام اسباب دنیاوی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شاغل ہی ہیں۔ وہ سب برطرف ہوں گے۔ پس ایک وجہ موت اور زندگی کے حال میں اختلاف کی تو یہ تھی جو بیان ہوئی۔

دوسری وجہ حال کے بدلنے کی یہ ہے کہ موت کے باعث انسان کو وہ باتیں کھل جاتی ہیں جو زندگی میں نہیں کھلتی تھیں۔ جیسے جاگتے آدمی کو ایسے حالات منکشف ہوتے ہیں جو خواب میں نہیں ہوتے۔ آدمی سب مُردہ ہیں۔ جب مریں گے تو جاگیں گے۔ سب سے پہلے آدمی پر جو حال کھلے گا وہ اس کی نیکیوں کا نفع یا برائیوں کا ضرر ہوگا، حالانکہ یہ حال اس کے دل کے اندر بیاض میں لکھا تھا مگر دنیا کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے اس کی خبر نہ تھی۔ جب دنیا کے کام برطرف ہوگئے تو سارے اعمال اس پر کھل گئے۔ اب جو برائی دیکھتا ہے۔ اس پر ایسی حسرت کرتا ہے کہ اس حسرت سے بچنے کے لئے آگ میں گھس جانے کو اختیار کر سکتا ہے اور ایسے حال میں اسے کہا جاسکتا ہے:

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

(سورۃ بنی اسرائیل: ۱۴)

''آج تو خود ہی اپنا محاسب کافی ہے (یعنی خود ہی حساب کر لے کسی دوسرے کی بھی ضرورت نہیں)۔''

یہ بات اس وقت کھلتی ہے کہ جب سانس ٹوٹ جاتی ہے اور ابھی دفن نہیں ہوتا۔

پھر دفن کے وقت کئی اور قسم کے عذاب کے لئے اس کی روح دوبارہ جسم میں لائی جاتی ہے۔ کبھی معاف کر دیا جاتا ہے اور جو شخص دنیا سے لذت یاب اور

اس پر مطمئن ہوتا ہے اس کا حال ایسا سمجھو جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی غنیمت میں اس کے محل اور سلطنت اور پایۂ تخت میں خوب مزے اڑائے اور اعتماد کرتا ہو کہ بادشاہ میرے معاملے میں کچھ سہولت برتے گا۔ یا یہ کہ جو کچھ میں بُرے کام کر رہا ہوں۔ ان کا علم بادشاہ کو نہ ہوگا۔ بادشاہ اس کو اچانک پکڑ لے اور اس پر ایک فرد جرم پیش کرے جس میں اس کی خطائیں اور بداعمالیاں ذرا ذرا سی لکھی ہوئی ہیں۔ بادشاہ بھی بڑا زبردست غضبناک ہو اور جو لوگ اس کے محل میں یا سلطنت میں مرتکب افعال ناشائستہ ہوں ان سے بدلہ لینے والا ہو اور کسی کی سفارش نافرمانوں کے بارے میں نہ سنتا ہو تو ایسی صورت میں اس گرفتار کا حال سوچنا چاہئے کہ سزا وغیرہ ہونے سے پہلے اس کو کس قدر خوف، شرم اور حسرت و ندامت ہوگی۔ یہ حال بداعمال میت کا ہے جو دنیا پر مغرور اور مطمئن ہوتا ہے کہ عذابِ قبر ہونے سے پہلے، بلکہ عین مرنے کے وقت خوف و شرم و حسرت و ندامت ٹوٹ پڑتی ہے کہ جسم کے مارنے اور کاٹنے کی نسبت رسوائی اور فضیحت اور پردہ کے فاش ہونے کا عذاب اس کو زیادہ ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ منہا)

غرضیکہ موت کے وقت مُردہ کا حال ایسا ہوتا ہے۔ اہلِ بصیرت نے اس کو باطن کے مشاہدے سے دیکھا ہے جو ظاہر کے دیکھنے سے بھی قوی تر ہے اور اس پر قرآن و حدیث کے دلائل بھی موجود ہیں وہاں کنہ حقیقت موت کا حال معلوم ہونا ممکن نہیں، اس لئے کہ موت کی معرفت بغیر زندگی کی معرفت کے ممکن نہیں۔ زندگی کی معرفت روح کی حقیقت کے جاننے اور اس کی ذات کے پہچاننے پر موقوف ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس باب میں گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دی اور روح من امر ربی کہنے کے سوا اور کچھ زیادہ کہنے سے منع فرمایا ہے تو کسی کو

علمائے دین میں سے یہ حق نہیں پہنچ سکتا کہ روح کے راز کھولے، گو اس پر مطلع ہو۔ صرف اسباب میں اس قدر اجازت ہے کہ حال روح کا بعد موت کے ذکر کریں اور اس بات پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں کہ موت سے روح نیست نہیں ہوتی نہ اس کا ادراک فنا ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ شہداء کے باب میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ
اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ (سورۃ آل عمران:۱۶۹)

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے ان کو مُردہ مت سمجھو بلکہ زندہ ہیں اپنے رب تعالیٰ کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش ہیں۔"

اور جب کہ جنگ بدر میں شرفائے قریش مارے گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو ایک ایک کر کے پکارا اے فلاں اور اے فلاں مجھ سے جو میرے رب تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اس کو میں نے سچا پایا تم سے جو تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی سچا پایا کہ نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ان لوگوں کو پکارتے ہیں۔ وہ تو مُردہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ اس کلام کو تم سے زیادہ سنتے ہیں، مگر وہ جواب پر قادر نہیں۔ تو یہ حدیث نص ہے۔ شقی کی روح کے باقی رہنے اور اس کے ادراک و معرفت بحال رہنے کے باب میں اور آیت نص تھی، شہداء کی ارواح میں اور میت کی دو قسمیں ہوتی ہیں، سعید یا شقی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبر یا ایک گڑھا ہے آگ کے گڑھوں میں سے یا ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔ یہ حدیث صریح نص ہے۔

اس بات میں کہ موت کے معنی صرف حال کے بدلنے کے ہیں اور اس بات میں بھی کہ میت کے واسطے جو کچھ شقاوت وسعادت ہونے کو ہوتی ہے۔ وہ مرتے ہی بلا تاخیر ہوجایا کرتی ہے۔ صرف بعض اقسام کے عذاب اور ثواب البتہ باقی رہ جاتے ہیں، مگر ان کی اصل اسی وقت شروع ہوجاتی ہے۔

حضرت انس ؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَوْتُ الْقِیَامَۃُ فَمَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ۔

''موت قیامت ہے پس جو مرا اس کی قیامت ہی قائم ہوگئی۔''

ایک حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانہ اس کو صبح وشام دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت اور دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس میں قیامت کے دن پہنچائے اور جو کچھ ان ٹھکانوں کے دیکھنے سے لذت یا عذاب اس وقت ہوتا ہوگا وہ مخفی نہیں۔

حضرت ابوقیس ؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علقمہ ؓ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی قیامت تو قائم ہوگئی۔

حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ نفس کو دنیا سے نکلنا حرام ہے۔ جب تک کہ یہ نہ جان لے کہ جنت والوں میں سے ہوں یا دوزخ والوں میں سے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حالت سفر میں مرتا ہے۔ وہ شہید مرتا ہے اور قبر کے دو فتنہ میں ڈالنے والوں

(منکر ونکیر) سے بچایا جاتا ہے اور اس کو صبح وشام اس کی روزی جنت سے دی جاتی ہے۔

حضرت مسروق ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اتنا رشک کسی پر نہیں آتا جتنا اس ایمان دار پر آتا ہے کہ لحد میں جاکر دنیا کی تکالیف سے آرام پایا ہو اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہا ہو۔

حضرت یعلی بن ولید ؒ کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت ابودرداء ؓ کے ساتھ جارہا تھا۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ جس شخص سے آپ محبت رکھتے ہیں اس کے لئے آپ کون سا حال پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا موت اس کے لئے پسند کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اگر وہ نہ مرے۔ آپ نے فرمایا تو یہ پسند کرتا ہوں۔ اس کا مال اور اولاد کم ہو۔ اور موت کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ موت کی محبت مؤمن ہی کو ہوا کرتی ہے۔ موت مؤمن کے حق میں قید سے چھوٹنا ہے اور مال اور اولاد کی قلت اس واسطے پسند کرتا ہوں کہ یہ چیزیں آزمائش کی ہیں اور دنیا کے ساتھ انس کا باعث ہیں اور ایسی چیز سے انس کرنا جس کا چھوڑنا ضروری ہے نہایت بدبختی ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے اور اس کے ذکر اور انس کے سوا ہے ان سب کو مرنے پر چھوڑ دینا ضروری ہے اور اسی لئے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ مؤمن کی مثال اس کے دم یا روح نکلنے کے وقت ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید خانے میں ہو اور اس میں سے چھوڑ دیا جائے۔ اور زمین میں سیر کرتا کودتا پھرے اور یہ جو آپ نے ذکر فرمایا ہے یہ اسی شخص کا حال ہے جو دنیا سے علیحدہ اور کنارہ کش ہو۔ اور بجز ذکر اللہ کے اور کسی چیز سے انس نہ رکھتا ہو۔ اور دنیا کے علائق اس کو محبوب حقیقی سے روکتے ہوں اور شہوتوں کی سختی بھگتنی اس کو ایذا دیتی ہو تو ایسے شخص کو موت میں سب موذیوں سے چھٹی ہوجاتی ہے اور جس

محبوب سے اس کو اُنس تھا بے روک ٹوک اس سے تخلیہ نصیب ہوتا ہے اور بہت زیبا ہے کہ یہ امر منتہائے آسائش اور کامل لذت ان شہیدوں کے لئے ہو جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مقتول ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جو مرنے پر جرأت کرتے ہیں تو جبھی کرتے ہیں جب اپنی توجہ دنیا کے علاقوں سے قطع کر لیتے ہیں۔ اور مشتاق دیدارِ الٰہی کے ہو کر اس کی رضا جوئی میں قتل پر راضی ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور ان کا باپ جنگ اُحد میں شہید ہو گیا تھا کہ میں تجھ کو خوشخبری سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا کہ بہت بہتر، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تیرے باپ کو زندہ کیا اور اپنے سامنے بٹھا کر ارشاد فرمایا کہ میرے بندے جو چاہے مجھ سے تمنا کر میں تجھ کو دوں گا۔ تیرے باپ نے عرض کیا کہ الٰہی میں نے تیری عبادت جیسی کرنی چاہئے ویسی نہیں کی۔ میں تجھ سے تمنا کرتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دے تا کہ میں تیرے رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر لڑوں اور دوسری دفعہ تیری راہ میں مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری طرف سے پہلے طے ہو چکا ہے کہ تو دنیا میں لوٹ کر نہ جائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک شخص روتا ہوا پایا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو جنت میں ہو کر کیوں روتا ہے۔ وہ کہے گا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ایک ہی بار مارا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پھر جا کر لڑوں اور کئی بار مارا جاؤں۔ جاننا چاہئے کہ ایمان دار کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا جلال اتنا وسیع معلوم ہوتا ہے جس کے سامنے دنیا تنگ اور مثل قید خانے کے معلوم ہوتی ہے۔ اس کا حال ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اندھیرے قید

خانے میں محبوس ہو اور اس پر ایک دروازہ ایسے باغ وسیع کی طرف کھول دیا جائے کہ اس کی وسعت پر آنکھ کام نہ کرتی ہو۔ اس میں طرح طرح کے درخت، پھول، پھل اور جانور ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ شخص اس باغ میں پہنچ کر اس اندھیرے قید خانے میں پھر آنا نہ چاہے گا۔ ایک مثال آنحضرت ﷺ نے اس کی بیان فرمائی ہے یعنی ایک شخص مر گیا تھا اس کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دنیا سے کوچ کر گیا اور دنیا کو دنیا داروں کے لئے چھوڑ گیا۔ اگر یہ راضی ہے تو اسے دنیا میں پھر کر آنا اچھا معلوم نہ ہوگا جیسے کوئی تم میں سے اچھا نہیں جانتا کہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں جائے۔ اس حدیث میں بتلا دیا کہ آخرت کی وسعت کو دنیا سے وہ نسبت ہے جو دنیا کی وسعت کو رحم کی تاریکی کی طرف ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ انسان زندگی کو محبوب رکھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ

''موت مؤمن کا تحفہ ہے۔'' (مشکوٰۃ)

یہ اس لئے فرمایا کہ دنیا ایمان دار کے لئے قید خانہ ہے۔ ہمیشہ اس میں رنج و تعب میں مبتلا اور نفس و شیطان سے مصیبتیں برداشت کرتا رہتا ہے تو موت کے باعث اس کو اس عذاب سے چھٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹنا اس کے حق میں تحفہ ہے، کسی نے کیا خوب کہا:

نشان مردِ مؤمن با تو گویم　　چو مرگ آید تبسم برلب اوست

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مؤمن کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں کہ جب پیٹ سے نکلتا ہے تو اپنے نکلنے پر روتا ہے مگر جب روشنی دیکھتا ہے تو پھر اپنی جگہ پر جانا نہیں چاہتا۔ یہی حال مؤمن کا ہے کہ موت سے گھبراتا ہے مگر جب اپنے پروردگار کے پاس جاتا ہے تو دنیا میں آنا

پسند نہیں کرتا۔ جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں جانا پسند نہیں کرتا۔

کسی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص مر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مستریح اور مستراح منۂ یعنی یا اس کو راحت ملی یا اس سے دوسروں کو راحت ہوگئی۔ اس میں مستریح سے اشارہ مؤمن کی طرف ہے کہ بلائے دنیاوی سے راحت پائی اور مستراح منۂ سے فاجر کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا والے اس سے راحت میں ہوجاتے ہیں۔

حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ پانی پلانے والے کہتے ہیں کہ ہم لڑکے سے تھے، ہمارے پاس سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گزرے اور ایک قبر کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا تو ایک کھوپڑی پڑی ہوئی ہے۔ ایک شخص کو آپ نے ارشاد فرمایا، اس نے اس پر مٹی ڈال دی، پھر فرمایا کہ یہ خاک ان بدنوں کو کچھ ضرر نہیں کرتی اور جن پر ثواب اور عذاب قیامت تک ہوتا ہے وہ ارواح ہیں۔

حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو میت مرتی ہے وہ جو کچھ اس کے گھر اس کے بعد ہوتا ہے جانتی ہے یہاں تک کہ لوگ مُردے کو غسل اور کفن دیتے ہیں اور وہ ان کو دیکھتا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نعش (چارپائی وغیرہ) پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو۔ اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی۔ مجھے کہاں لے جاتے ہو (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہوجائے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ اپنے مُردوں کو اپنے بُرے اعمال سے فضیحت مت کرو کیونکہ تمہارے اعمال بد تمہارے مُردہ دوستوں پر پیش ہوا کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ نے دعا میں فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسا کام کروں جس سے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے فضیحت ہو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے اور پہلے مر چکے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ مرنے کے بعد مؤمنوں کی روحیں کہاں رہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سفید پرندوں کی صورت میں عرش کے سائے میں رہتی ہیں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں رہتی ہیں۔

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں سے کھاتی پیتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں جنت کے پھل کھاتی اور پانی پیتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مُردہ اپنے غسل دینے والے اور اٹھانے والے اور قبر میں اتارنے والے کو پہچانا کرتا ہے۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ روحیں موت کے وقت ملا کرتی ہیں۔ پہلے مُردوں کی روحیں اس حال کے مُردے کی روح سے کہتی ہیں کہ تیرا ٹھکانہ کہاں ہوا اور تو پاک جسم میں رہا یا ناپاک میں۔

حضرت عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہلِ قبور اخبار کے منتظر رہتے ہیں۔

جب کوئی مُردہ ان کے پاس جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دنیا سے تو وہ آلیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا۔ وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس کو کسی اور راستے سے لے گئے۔ ہمارے پاس نہیں لائے۔

حضرت جعفر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا لڑکا نیک بخت ہوتا ہے تو اس کی نیک بختی کی بشارت اس کو قبر میں دی جاتی ہے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مرنے والا مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں اس کے عزیز و اقارب جو پہلے مر چکے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنے والے سے مل کر ہوتی ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مؤمن نہیں ہوتا۔ اسے مُردوں سے بات چیت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مُردے بھی کلام کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں! اور ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ (ابن حبان)

حضرت امّ بشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا مُردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرا بھلا ہو روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کی قالب میں ہوتی ہے (اب تو خود سمجھ لے) کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو روحیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ (ابن سعد)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مؤمن کی جان نکلتی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے پاس کے رحمت والے مُردے ایسے ملتے ہیں جیسے دنیا میں خوشخبری سنانے والا کسی کے پاس آتا ہے اور کہتے ہیں کہ اپنے اس بھائی کو مہلت دو، تاکہ اس کو تسکین ہوجائے کہ یہ شخص دنیا کے غم میں مبتلا تھا۔ پھر اس سے کسی شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے مر گیا ہوتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا ہے۔ یہ سن کر وہ کہتے ہیں کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس کو اس کے اعمال دوزخ میں لے گئے۔

فائدہ نمبر ۳:

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اگر سوال کیا جائے کہ منکر ونکیر دو فرشتے جہان کے لئے کس طرح کافی ہوسکتے ہیں تو اس کے دو جواب ہوسکتے ہیں۔

اوّل: یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کو ان کی نظروں میں کھول دیا ہے اور ان کے متعلق کئی فرشتے مددگار ہیں۔ پس وہ عزرائیل فرشتے کی طرح اپنے ان فرشتوں سے کام لیتے ہیں۔

دوم: قول یہ ہے کہ جس طرح ہر آدمی کے ساتھ کراماً کاتبین دو فرشتے الگ الگ مقرر ہیں۔ اسی طرح منکر نکیر بھی بہت فرشتے ہیں جو اس امر کے لئے مقرر ہیں۔ کذا قَالَہُ السَّیُوْطِیُّ فِیْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ممکن ہے کہ منکر ونکیر دو فرشتوں کے مقرر کرنے میں یہ حکمت ہو کہ ہر دو فرشتے اس میت کے دو گواہ ہوجائیں۔

فائدہ نمبر ۴:

صحیح یہ ہے کہ بچوں اور نبیوں سے سوال نہیں ہوگا نیز اس میں ہے کہ

جلال الدین سیوطی ؒ نے فرمایا یہ صحیح ہے اور شیخ الاسلام ابن حجر ؒ نے بھی اسی کے ساتھ فتویٰ دیا اور نسفی ؒ نے بحرالکلام میں فرمایا مؤمنوں کے بچوں پر نہ عذابِ قبر ہے اور نہ ان سے منکر نکیر سوال کرتے ہیں۔ موطا شریف میں جو حدیث حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچّے کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لئے یہ دعا کی۔ اے پروردگار! اس کو عذاب سے بچائیو، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قبر کی وحشت اور اداسی سے بچائیو۔ غرض بچوں سے قبر کا سوال نہیں ہوتا، کیونکہ وہ مکلّف شریعت کے نہیں اور نبیوں سے بھی سوال نہیں ہوگا، جیسے شرح فقہ اکبر میں ہے کہ کفایہ میں ہے کہ نبیوں سے سوال نہیں ہوگا۔

فائدہ نمبر ۵:

سوال عربی زبان میں ہوگا اور میت کو بھی اس کی سمجھ آجائے گی اور عربی میں ہی اس کا جواب دے گا۔ جیسے مرقات میں ہے کہ خواہ میت عرب کے سوائے کسی اور ملک کی زبان رکھتا ہو، لیکن مرنے کے بعد اس کی زبان عربی ہوجاتی ہے۔ شرح الصدور میں ہے کہ ابن حجر ؒ اس مسئلہ میں سوال کئے گئے تو آپ نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ ظاہر حدیث یہی ہے کہ قبر کا سوال و جواب عربی میں ہوگا۔

فائدہ نمبر ۶:

احادیث شریفہ میں جو آیا ہے: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ (تو اس آدمی (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا تھا) اس کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ میت سے پردہ اٹھایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے عین وجود باجود کو دیکھتا ہے دلیل ان کی یہ ہے کہ اس میں لفظ ہذا اشارہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کے خاص وجود کی طرف نیز ان کے نزدیک عین وجود مبارک کے دکھائی دینے کی یہ وجہ بھی ہے کہ آدمی کو آپ ﷺ کی صورت مثالی پر ایمان لانے کی تکلیف نہیں دی گئی۔ پس اس میں مؤمن کے لئے عظیم خوشخبری ہے۔

قول نمبر ۲: یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی صورت مثالی، قبر والے پر ظاہر کی جاتی ہے۔

قول نمبر ۳: یہ کہ لفظ ہذا اشارہ ہے رسول اللہ ﷺ کی طرف جو آپ ﷺ کی ذات بابرکت کا ایمان اور یقین دل ہی میں ہے۔ آپ ﷺ کی رسالت کا علم ہر ایک کو ہے۔ پس تقدیر کلام یوں ہوگی کہ فرشتے سوال کرتے ہیں۔ تیرا عقیدہ کیا ہے، اس نبی کے بارے میں جس کا علم تیرے ذہن میں ہے۔

فائدہ نمبر ۷:

مولانا جلال الدین سیوطی ؒ نے شرح الصدور میں وہ اعمال بیان فرمائے ہیں جن کے سبب سے قبر کا سوال آسان ہوجاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کرنا جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ النَّسَائِیُّ وَالطِّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِیَ الْعَدُوَّا فَصَبَرَ حَتّٰی یُقْتَلَ اَوْ یَغْلِبَ لَمْ یُفْتَنُ فِیْ قَبْرِہٖ۔

”نسائی اور طبرانی نے حضرت ابوایوب ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جنگ میں اپنے دشمن سے ملا اور اس نے (لڑائی میں) دلیری اور استقلال کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگیا یا غالب آگیا۔ وہ قبر میں آزمائش نہیں کیا جائے گا (یعنی اس کو قبر کا سوال آسان ہوجائے گا یا بالکل نہ ہوگا)۔“

دوسرا جو آدمی مؤمن اسہال یا استسقی کی مرض سے فوت ہوا۔ اس سے قبر کا سوال آسان ہوگا، جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ مَرِیْضًا (وفی روایۃ النسائی) مَنْ قَتَلَہٗ بَطْنُہٗ وَقِیَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ۔

''بیہقی نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مریض ہوکر مرے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو شخص پیٹ کی مرض سے مرجائے قبر کے امتحان سے امن میں آجاتا ہے۔''

اس کی وجہ یہ فرماتے ہیں کہ مرض اسہال کے مریض کا عقل و ہوش قائم رہتا ہے کیونکہ مواد فاسدہ کا رجوع نیچے کی طرف ہوتا ہے اور دماغ جو جائے عقل ہے سلامت اور امن میں رہتا ہے۔ پس آدمی اپنے عقل و ہوش سے ایمان کے ساتھ اس جہان سے رخصت ہوتا ہے۔

تیسرا ہر رات سورۃ الملک کا پڑھنا سوال کو آسان کردیتا ہے جو جبیر نے سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ الملک کو پڑھا وہ قبر کی آزمائش سے امن میں رہے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ آیت شریف پڑھے:

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ (سورۃ یسٓ:۲۵)

میں تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکا اب تم بھی میری بات سن لو''

اللہ تعالیٰ اس پر منکر ونکیر کا سوال آسان کردیتا ہے۔

چوتھا جمعرات یا جمعہ کو فوت ہونا آسانی سوال کا باعث ہوگا، جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَوْ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ اِلَّا وَقَاہُ اللّٰہُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ۔

''امام احمد اور ترمذی نے ابن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوجائے اس کو اللہ تعالیٰ قبر کی آزمائش سے امان میں رکھتا ہے۔''

پانچواں قرآن شریف کا پڑھنا سوال کے آسان ہونے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کتاب روض الریاحین میں ہے۔ حضرت شفیق بلخی ؒ فرماتے ہیں ہم نے پانچ چیزوں کو طلب کیا تو ان کو پانچ چیزوں میں پایا گیا:

۱۔ گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ڈھونڈا تو وہ ہم نے ضحیٰ کے پڑھنے میں پایا۔
۲۔ قبر کی روشنی کا وسیلہ طلب کیا تو اس کو ہم نے نمازِ تہجد میں پایا۔
۳۔ منکر ونکیر کے سوال کی آسانی کا عمل ڈھونڈا تو قرآن مجید کی تلاوت میں پایا۔
۴۔ صراط سے گزرنے کا ذریعہ طلب کیا تو روزے رکھنے اور صدقہ کے دینے کو پایا۔
۵۔ عرش مجید کے سایہ نصیب ہونے کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ خلقت سے خلوت اور علیحدگی اختیار کرنے سے عرش مجید کا سایہ نصیب ہوگا۔

(ہذا کلہ من شرح الانواع)

فائدہ نمبر ۸:

چونکہ اس جگہ قبر کے سوال کا مسئلہ آیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جن بدافعالیوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوگا ان کو بیان کیا جائے تا کہ آدمی ان کے ارتکاب سے پرہیز کر کے قبر کے عذاب سے خلاصی حاصل کرے اور جن نیک اعمال کی برکت سے قبر کے عذاب سے نجات اور اس میں روشنی نصیب ہوگی۔ ان کو بھی احادیث شریفہ سے بیان کیا جائے پس جو افعال عذابِ قبر کے موجب ہیں ان میں سے ایک مسجد میں قہقہہ مار کر ہنسنا ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلضِّحْکُ فِی الْمَسْجِدِ ظُلْمَۃٌ فِی الْقَبْرِ۔

''دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں ہنسنے سے قبر میں تاریکی اور اندھیرا ہوگا۔''

دوسرا موجب عذابِ قبر کا یہ ہے کہ بول (پیشاب) کرتے وقت اس کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا، جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَنَزَّھُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّۃَ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْہُ۔

''ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بول سے پرہیز کیا کرو۔ پس تحقیق اکثر قبر کا عذاب اسی سبب سے ہوتا ہے۔''

نیز مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دو قبروں سے گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے (بلکہ ایسی معمولی باتوں پر

جن سے بچ سکتے تھے پھر آپ نے ان دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ) ان دونوں میں ایک پیشاب کرنے میں پرواہ نہیں کرتا تھا (اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا) اور یہ دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ لوگوں کا گلہ وغیبت کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا مَیْمُوْنَۃُ تَعَوَّذِیْ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاِنَّ مِنْ اَشَدِّ عَذَابِ الْقَبْرِ الْغِیْبَۃُ وَالْبَوْلُ۔

''بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ مجھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے میمونہ (رضی اللہ عنہا)! قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی رہ اور قبر کا عذاب سخت غیبت کرنے اور بول (کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔''

چوتھا عذاب قبر لوگوں کی چغلی کرنے سے ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْ ثَلٰثَۃٍ مِنَ الْغِیْبَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَ الْبَوْلِ فَاِیَّاکُمْ وَ ذٰلِکَ۔

''بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تحقیق قبر کا عذاب تین سبب سے ہوتا ہے: (۱) لوگوں کی غیبت کرنے سے (۲) چغل

خوری کرنے سے (۳) بول سے پرہیز نہ کرنے سے۔''

پانچواں قبر کا عذاب امانت میں خیانت کرنے سے ہوتا ہے، حدیث میں ہے:

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْبَقِیْعِ قَالَ اُفٍّ فَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یُرِیْدُ فِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَحْدَثْتُ شَیْئًا قَالَ وَ مَا ذَاكَ قَالَ اُفِّفْتَ بِہٖ قَالَ لَا وَ لٰكِنْ صَاحِبُ ھٰذَا الْقَبْرِ فُلَانٌ بَعَثْتُہٗ سَاعِیًا عَلٰی بَنِیْ فُلَانٍ فَغَلَّ ذِرْعًا فَدُرِعَ الْاٰنَ مِثْلَھَا مِنَ النَّارِ۔

'' حضرت ابی رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبرستان بقیع میں گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُف اُف۔ میں نے یہ ظن کیا کہ (شاید) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ہی فرما رہے ہیں تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے کوئی نئی بات کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا ہے؟ عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اُف کی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ یہ قبر والا فلاں شخص اس کو میں نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے فلانے قبیلے کی طرف بھیجا تھا۔ پس اس نے ایک ذرع چھپالی۔ پس اب اس کو آگ کی ذرع پہنائی گئی ہے۔''

چھٹا قبر کا عذاب ایسے شخص کو ہوتا ہے جو مظلوم کی فریاد رسی نہ کرے جیسے کتاب شرح الصدور میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنْ عَمْرِ ابْنِ شَرْجِیْلٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ یَرَوْنَ اَنَّ عِنْدَہٗ وَرْعٌ فَاُتِیَ فِیْ قَبْرِہٖ فَقِیْلَ اِنَّا جَالِدُوْكَ مِائَۃَ جَلْدَۃٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ فَقَالَ فِیْمَ تَجْلِدُوْنِیْ فَقَدْ کُنْتُ اَتَوَقّٰی وَ اَتَوَرَّعُ فَقِیْلَ خَمْسُوْنَ فَلَمْ یَزَالُوْا یَنَاقِصُوْنَہٗ حَتّٰی صَارَ اِلٰی جَلْدَۃٍ فَجُلِّدَ فَالْتَھَبَ الْقَبْرُ عَلَیْہِ نَارًا وَ ھَلَكَ الرَّجُلُ ثُمَّ اُعِیْدَ فَقَالَ فِیْمَ جَلَّدْ تُمُوْنِیْ قَالُوْا صَلَّیْتَ یَوْمًا وَ اَنْتَ عَلٰی غَیْرِ وَضُوْءٍ وَمَرَرْتَ بِمَظْلُوْمٍ یَسْتَغِیْثُ فَلَمْ تَغِثْہُ۔

'' ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو ابن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی فوت ہوگیا اور وہ پرہیزگار معلوم ہوتا تھا۔ اس کو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تجھے سو کوڑا مارا جائے گا تو اس نے کہا مجھے کیوں مارتے ہو میں تو دنیا میں بہت بچتا تھا اور بہت پرہیزگاری کرتا تھا۔ تو حکم ہوا پچاس دُرے مارے جاویں۔ اس نے پھر عرض کی پھر کچھ کم ہوا یہاں تک کہ تھوڑا ہوتے ہوتے ایک دُرہ مارنے کا حکم ہوا۔ پس جب اس کو ایک درہ لگا تو قبر آگ سے بھڑک اُٹھی اور وہ آدمی نیست و نابود ہوگیا، پھر اس کو اصلی حالت پر کیا گیا تو اس نے عرض کی تم نے یہ درہ مجھے کس سبب سے مارا حکم ہوا کہ تو نے ایک دن بے وضو نماز پڑھی تھی۔ نیز تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا۔ اور اس نے تجھ سے فریاد رسی طلب کی۔ تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی۔''

ساتواں سبب عذاب قبر کا یہ ہے کہ لباس میں ایسی زینت کرنی جو شریعت میں جائز نہیں ہے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْخَطِیْبُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ رِجَالًا تُقْرَضُ جُلُوْدُھُمْ بِمَقَارِیْضَ مِنْ نَّارٍ قُلْتُ مَا شَانُ ھٰؤُلَاءِ قَالَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَتَزَیَّنُوْنَ اِلٰی مَالَا یَحِلُّ لَھُمْ وَرَاَیْتُ جُبًّا خَبِیْثَ الرِّیْحِ فِیْہِ صِیَاحٌ قُلْتُ مَا ھٰذَا قَالَ ھُنَّ نِسَاءٌ یَتَزَیَّنَّ اِلٰی مَالَا یَحِلُّ لَھُنَّ۔

''خطیب نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے (معراج) میں چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے جسم آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جارہے ہیں میں نے (جبرائیل امین علیہ السلام کو) کہا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ایسی زینت کرتے تھے جو شریعت میں ان کو حلال اور جائز نہ تھی، پھر میں نے ایک گڑھا دیکھا جس سے بدبو آرہی تھی اور اس سے چلّانے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو ایسے کپڑے کے ساتھ زینت کرتی تھیں جو ان کے لئے ناجائز تھے۔''

آٹھواں سبب قبر کے عذاب کا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں بے ادبی کے لفظ بولے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوْعًا مَنْ خَرَجَ فِی

الدُّنْیَا شَاتِمًا لِاَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِیْ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ دَآبَّۃً تَقْرُضُ لَحْمَہٗ یَجِدُ اَلَمَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

''ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو دنیا میں سے نکلا اور وہ بدگوئی کرنے والا تھا۔ دنیا میں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی کے حق میں تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایسا جانور مقرر کرتا ہے جو اس کے گوشت کو نوچتا رہتا ہے۔ اس عذاب کا درد وہ قیامت تک اٹھاتا رہے گا۔''

نیز شرح الصدور میں ہے ابی اسحاق فرماتے ہیں مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا۔ جب میں نے اس میت کے منہ سے کپڑا اٹھایا تو اچانک ایک سانپ اس میت کی گردن پر لپٹا ہوا دیکھا۔ پس (دریافت کرنے پر) لوگوں نے کہا کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیا کرتا تھا۔

نواں سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کی بے ادبی کرے۔ شرح الصدور میں ہے:

عَنْ یَزِیْدِ ابْنِ زِیَادٍ وَ عُمَارَۃَ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَا لَمَّا قُتِلَ عُبَیْدُاللّٰہِ ابْنُ زِیَادٍ اُتِیَ بِرَاسِہٖ وَرُؤُوْسِ اَصْحَابِہٖ فَاُلْقِیَتْ فِی الرَّحْبَۃِ فَجَاءَتْ حَیَّۃٌ عَظِیْمَۃٌ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ مِنْ فَزْعِھَا فَتَخَلَّلَتِ الرُّؤُوْسَ حَتّٰی دَخَلَتْ فِیْ مِنْخَرَیْ عُبَیْدِاللّٰہِ ابْنِ زِیَادٍ ثُمَّ خَرَجَتْ مِنْ فَمِہٖ ثُمَّ دَخَلَتْ فِیْ فِیْہِ وَ خَرَجَتْ مِنْ اَنْفِہٖ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ بِہٖ مِرَارًا ثُمَّ عَادَتْ فَفَعَلَتْ مِثْلَ ذَالِكَ بِہٖ مِرَارًا مِنْ بَیْنِ الرُّؤُوْسِ

وَلَا یُدْرٰی مِنْ اَیْنَ جَآءَتْ وَلَآ اِلٰی اَیْنَ ذَھَبَتْ۔

"یزید ابن ابی زیاد اور عمارہ ابن عمیر کہتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کو جب قتل کیا گیا تو اس کا سر اور اس کے دوسرے تمام ساتھیوں کے سر لا کر ایک گڑھے میں رکھ دیئے گئے۔ پس ایک بڑا سانپ آیا جس کی ہیبت اور دہشت سے تمام لوگ متفرق ہوگئے اور وہ سانپ عبید اللہ ابن زیاد کے ناک سے داخل ہوکر اس کے منہ سے نکلا۔ پھر منہ سے داخل ہوا اور ناک سے نکلا۔ پس وہ سانپ اس کے ساتھ اسی طرح کرتا رہا اور بہت دیر تک اس کو اسی طرح تکلیف دیتا رہا۔ پھر عبید اللہ ابن زیاد کے سر سے نکل کر دوسرے سروں میں داخل ہوتا رہا پس کئی بار اس نے اسی طرح کیا۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔"

دسواں سبب عذاب قبر کا یہ ہے کہ قبر پر پیشاب یا پاخانہ کرنا۔

اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ تَغَوَّطَ رَجُلٌ عَلٰی قَبْرِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَجُنَّ فَجَعَلَ یَنْبَحُ کَمَا تَنْبَحُ الْکِلَابُ ثُمَّ اَنَّہٗ مَاتَ فَسُمِعَ فِیْ قَبْرِہٖ یَعْوِیْ وَیُصِیْحُ۔

"ابن عساکر نے اعمش ؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت حسن ؓ کی قبر پر پاخانہ کیا تو اس شخص کو جنون ہوگیا اور اس دیوانگی کی حالت میں وہ کتوں کی مانند بھونکتا تھا۔ پھر وہ اسی حال میں مرگیا۔ پس اس کی قبر میں سے چلّانے اور

چیخنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔"

گیارہواں سبب عذاب قبر کا یہ ہے کہ حرام کھانا جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

بارہواں سبب بیاج (سود لینا)۔

تیرھواں سبب یتیموں کا مال ظلم سے لینا۔

چودھواں سبب زنا کرنا۔

پندرہواں سبب لوگوں کے عیب ظاہر کرنے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاَسْرٰی ثُمَّ قَالَ مَضَیْتُ ھُنَیْھَۃً فَاِذَا اَنَا بِاَخْوِنَۃٍ عَلَیْھَا اللَّحْمُ مُشَرَّحٌ لَیْسَ یَقْرَبُہٗ اَحَدٌ وَ اِذَا اَنَا بِاَخْوِنَۃٍ عَلَیْھَا لَحْمٌ قَدْ اَرْوَحَ وَفَتُنَ عِنْدَھَا اُنَاسٌ یَاْکُلُوْنَ مِنْھَا قُلْتُ یَا جِبْرَائِیْلُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ ھٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِكَ یَتْرُکُوْنَ الْحَلَالَ یَاْکُلُوْنَ الْحَرَامَ۔

"بیہقی نے حضرت ابی سعید خدری ؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے معراج شریف کی حدیث میں بیان فرمایا کہ پھر میں تھوڑا سا آگے گیا تو ناگاہ ایک خوانچہ نظر آیا کہ جس پر موٹا گوشت ایسا خراب تھا کہ اس کے قریب بھی کوئی نہ جاسکتا اور ناگاہ ایک اور خوانچہ دیکھا کہ جس پر بدبودار وگندا گوشت تھا۔ اس کے پاس لوگ بیٹھے اس کو کھا رہے

تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کہا یہ کون لوگ ہیں۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑ کر
حرام کھاتے تھے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں تھوڑا سا آگے گیا تو اچانک میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ گھڑوں جتنے بڑے بڑے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کھڑا ہونے کا ارادہ کرتا تو بڑے پیٹ ہونے کے باعث اسی وقت گر پڑتا اور دعا مانگتا اے اللہ! قیامت کو قائم نہ کیجیو (کیونکہ قیامت کا عذاب ان کو اس عذاب سے بھی بہت سخت معلوم ہو رہا تھا) اور وہ فرعونیوں کے رستے پر تھے۔ جب فرعونیے وہاں سے گزرتے تو یہ لوگ ان کے پاؤں کے نیچے لتڑتے تھے۔تو میں نے ان کی آواز کو سنا کہ وہ اللہ تعالی کی طرف فریاد کرتے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا، یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو بیاج کھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ پھر تھوڑا سا میں اور آگے بڑھا تو اچانک ایسے لوگ نظر آئے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان کے منہ کھول کر فرشتے ان میں انگارے ڈال رہے تھے۔ اور وہ انگارے ان کے نچلے رستہ سے نکلتے تھے تو میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کی امت سے وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں تھوڑا سا چلا تو اچانک ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنے سینوں کے ساتھ بندھی ہوئی لٹک رہی تھیں۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں زنا کرتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر میں تھوڑا سا آگے چلا تو ایک قوم سے گزر ہوا جو اپنے پہلوؤں سے گوشت کاٹ

کاٹ کر کھا رہے تھے اور ان کو کہا جاتا تھا کہ آج کے دن تو اپنا گوشت کھا جس طرح اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھاتا تھا۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کے عیب ظاہر کرتے اور ان کی غیبت کرتے تھے۔

سولھواں ان لوگوں کو قبر کا عذاب ہوگا جو عورت کو پچھلے رستہ میں جماع کرتے ہیں۔ جیسے حدیث شریف میں ہے:

فِی الْفِرْدَوْسِ الدَّیْلَمِیِّ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ نَقَلَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ حَتّٰی یُحْشَرُ مَعَهُمْ۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری امت سے قوم لوط کا عمل کرتا ہے (یعنی لڑکوں) کے ساتھ یا عورت کے ساتھ پچھلے رستہ سے بدفعلی کرتا ہے) اس شخص کو اللہ تعالیٰ انہیں کی طرف پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن انہی لوطیوں کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔''

شرح الصدور میں ہے کہ تاریخ ابن عساکر میں باسند مسطور ہے۔ عمرو بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک شخص فوت ہوگیا ہم اس کو دفن کر کے آ گئے تو تیسرے دن کسی عذر کے باعث جب اس کی قبر کھودی گئی تو اس کی تمام قبر ویسے ہی تھی حتیٰ کہ لحد کی اینٹیں بھی اسی طرح برابر تھیں لیکن لحد میں وہ مردہ نہ تھا تو لوگوں نے وقیع ابن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے اس امر کی بابت سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہم نے یہ حدیث سنی ہوئی ہے کہ جو شخص دنیا میں قوم لوط کی

طرح بدعملی کرتا ہے اس کو قبر ہی میں ان لوطیوں کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ یہاں
تک کہ اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا۔

ستارہواں عذاب قبر کا اس شخص کو ہوگا جو اپنی والدہ کو تکلیف دے،
نافرمانی کرے اور اس کو ناراض کرے۔ شرح الصدور میں ہے:

وَ اَخْرَجَ الْاَصْبَهَانِيُّ فِي التَّرْغِيْبِ عَنِ الْعَوَامِ ابْنِ
حُوْشَبٍ قَالَ نَزَلْتُ مَرَّةً حَيًّا وَ اِلٰى جَانِبِ ذٰلِكَ الْحَيِّ
مَقْبَرَةٌ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ انْشَقَّ مِنْهَا رَجُلٌ رَاْسُهٗ
رَاْسُ الْحِمَارِ وَجَسَدُهٗ جَسَدَ اِنْسَانٍ فَنَهَقَ ثَلٰثُ نَهَقَاتٍ
ثُمَّ انْطَبَقَ عَلَيْهِ الْقَبْرُ فَسَئَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ اِنَّهٗ
كَانَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ فَاِذَا اَرَاحَ فَتَقُوْلُ اُمُّهٗ اتَّقِ اللّٰهَ
فَيَقُوْلُ اِنَّمَا اَنْتِ تَنْهَقِيْنَ كَمَا يَنْهَقُ الْحِمَارُ فَمَاتَ بَعْدَ
الْعَصْرِ فَهُوَ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ كُلَّ يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ
فَيَنْهَقُ ثَلَاثَ نَهَقَاتٍ ثُمَّ يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ۔

''ترغیب میں لکھا ہے کہ عوام ابن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
کہ میں ایک قبیلہ کے پاس ٹھہرا۔ اور وہاں قریب ایک
قبرستان تھا تو جب عصر کا وقت ہوا تو اس قبرستان میں سے
ایک قبر پھٹ گئی اور اس سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے
کے سر کی طرح اور دوسرا جسم انسان کے جسم کی طرح تھا۔ پس
وہ شخص تین دفعہ گدھے کی طرح ہینگا پھر وہ قبر میں داخل ہوگیا۔
اور قبر اس پر برابر ہوگئی تو میں نے اس کا حال لوگوں سے
دریافت کیا تو انہوں نے کہا یہ شخص شراب پیا کرتا تھا۔ جب

اس کو نشہ سے افاقہ ہوتا تو اس کو اس کی ماں نصیحت کرتی کہ
اے لڑکے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جا تو یہ اس کے
جواب میں کہتا تو گدھے کی طرح کیوں ہینگتی ہے۔ پس یہ
شخص عصر کے بعد مرگیا۔ پس ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر
پھٹ جاتی ہے اور یہ شخص گدھے کی طرح ہینگتا ہے پھر اس پر
قبر برابر ہوجاتی ہے۔''

پس یہ بدعملیاں ہیں جن سے عذابِ قبر ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہئے ان
سے پرہیز کرے اور قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا رہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

□□□□

اب وہ اعمال جن کے بجالانے سے قبر کے عذاب سے خلاصی نصیب
ہوتی ہے۔ ان کی برکت سے قبر میں روشنی عطا ہوتی ہے۔ امام جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الصدور سے بیان کئے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے ایک یہ
ہے کہ وضو کامل کرنا جیسے حدیث میں ہے:

اَخْرَجَ الطِّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ
قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ
وَرَاَيْتُ رَجُلًا مِّنْ اُمَّتِيْ قَدْ بَسَطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَذَابَ الْقَبْرِ
فَجَآءَ وُضُوْءُهٗ فَاسْتَنْقَذَهٗ مِنْ ذٰلِكَ۔

''حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن
ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میں
نے اپنی امت سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

نے اس پر عذاب قبر کھول دیا۔ پس اس کا وضو آیا (اور اس کی شفاعت کر کے) اس کو عذاب قبر سے خلاصی دلائی۔'' (طبرانی)

دوسرا شہادت حاصل کرنی عذابِ قبر سے خلاصی کا باعث ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ التِّرْمَذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ مِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِیْ کَرَبَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لِلشَّھِیْدِ عِنْدَ اللّٰہِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُلَہٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْقَۃٍ مِنْ دَمِہٖ وَ یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ یُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ یَاْمَنُ مِنَ الْفَزْعِ الْاَکْبَرِ وَ یُوْضَعُ عَلٰی رَأْسِہٖ تَاجَ الْوَقَارِ الْیَاقُوْتِیَّۃِ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا وَ یُزَوَّجُ اِثْنَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ زَوْجَۃً مِنَ الْحُوْرِ الْعَیْنِ وَ یُشَفَّعُ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنْ اَقَارِبِہٖ۔

''ترمذی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے شہید کو چھ فضیلتیں عطا ہوتی ہیں: (۱) خون کے پہلے قطرے سے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں (۲) مرتے ہی اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے (۳) عذابِ قبر سے اس کو نجات حاصل ہوگی اور تکلیف و نزع کے وقت امن میں ہوجائے گا (۴) اس کے سر پر عزت کا یاقوتی تاج رکھا جائے گا جو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا (۵) قیامت کے دن ۷۲ حوریں اس کے حق میں آئیں گی (۶) رشتہ داروں سے ۷۰ آدمیوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

تیسرا بہت سجود کرنے کے باعث عذابِ قبر سے خلاصی نصیب ہوگی۔

اَخْرَجَ اَبُوْنَعِیْمٍ عَنْ سَلْمَانِ الْفَارِسِیِّ اَنَّ بَعْضَ اَھْلَ الْکِتَابِ اَخْبَرَہٗ اَنَّ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ الْاَمَانُ عَلَی الصِّرَاطِ وَ طُوْلُ السَّجُوْدِ الْاَمَانُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

''سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بعض اہلِ کتاب نے خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کی درگاہ معلیٰ میں بہت قیام اور مناجات کرنا صراط پر سے امان ہوگا اور لمبے سجود کرنے قبر کے عذاب سے امان ہوں گے۔''

چوتھا سورۃ ملک بہت پڑھنی جیسے حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو آدمی فوت ہوجائے اور کلام اللہ سے اس کو سورۃ الملک یاد ہو تو جب وہ قبر میں داخل ہوتا ہے، اس کے پاس سوال و عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ پس سورۃ الملک اللہ تعالیٰ کی جناب میں جھگڑتی ہے کہ اے اللہ! اس شخص نے دنیا میں مجھے پڑھا تھا اور یاد کیا تھا۔ اب اس پر عذاب کا حکم ہوتا ہے حالانکہ اس کے پیٹ میں مَیں ہوں۔ اگر ضرور ہی اس کو عذاب کرنا ہے تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِذْھَبِیْ فَقَدْ وَھَبْتُہٗ لَکِ شَفَّعْتُکِ۔

''اے سورۃ ملک! چلی جا، تحقیق میں نے تیرے لئے اس کو بخش دیا اور تیری شفاعت کو اس کے حق میں قبول فرمایا۔''

پس سورۃ الملک بارگاہ خداوندی سے شفاعت کا عطیہ حاصل کر کے قبر میں آتی ہے اور اپنے منہ کو اس شخص کے منہ پر رکھ کر کہتی ہے مرحبا اس منہ کو کہ اس

نے کئی دفعہ مجھے پڑھا تھا اور مرحبا اس سینہ کو اس نے مدت تک مجھے یاد رکھا۔ مرحبا ان پاؤں کو کہ بہت دفعہ مجھے پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے رہے۔ پس سورۃ الملک اس شخص کے پاس قبر میں ہمیشہ رہتی ہے، تا کہ تنہائی کے باعث اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

قَالَ لَمَّا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَمْ يَبْقِ صَغِيْرٌ وَلَا كَبِيْرٌ وَلَا حُرٌّ وَلَا عَبْدٌ اِلَّا تَعَلَّمَهَا وَ سَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُنْجِيَةُ۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تو کوئی باقی نہ رہا۔ ہر ایک چھوٹے بڑے اصیل اور غلام نے اس سورت کو پڑھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سورت کا نام ہی سورت منجیہ رکھ دیا۔ (یعنی عذاب سے نجات دینے والی)۔''

پانچواں عذابِ قبر سے خلاصی دینے والی سورۃ السجدہ (الٓمّٓ○ تَنْزِیْلُ) ہے:

اَخْرَجَ الدَّارِمِیُّ فِیْ مَسْنَدِهٖ عَنْ خَالِدِ ابْنِ مَعْدَانَ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ الٓمّٓ تَنْزِیْلُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِی الْقَبْرِ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَامْحِنِیْ عَنْهُ وَ اِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتُشَفَّعُ لَهٗ تَمْنَعَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِیْ تَبَارَكَ مِثْلُهٗ فَكَانَ خَالِدٌ لَا يُبِيْتُ حَتّٰى يَقْرَاهُمَا۔

''دارمی نے مسند میں خالد بن معدان سے روایت کی ہے۔

انہوں نے کہا مجھے حدیث پہنچی ہے کہ سورۃ الم تنزیل قبر میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ! اگر میں تیری پاک کتاب میں سے ہوں تو اس آدمی کے بارے میں میری شفاعت کو قبول کر، ورنہ مجھے اپنی کتاب سے محو کر دے اور اس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتی ہے۔ جیسے پرندہ اپنے بچوں کو پروں میں لے لیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس سورۃ کی سفارش قبول فرما لیتا ہے اور اس شخص سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ سورۃ الملک میں بھی یہی کرامت ہے۔ پس خالد ابن معدان رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک دونوں سورتیں نہ پڑھ لیتے تھے۔''

چھٹا سورۃ یٰسٓ پڑھنے سے عذاب قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ شرح الصدور میں ہے کہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب روض الریاحین میں بیان فرمایا کہ یمن سے ایک بزرگ نے کہا کہ ہم نے ایک میت کو دفن کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے قبر میں سخت مار کی آواز کو سنا۔ تھوڑی دیر بعد قبر سے ایک سیاہ کتا نکلا۔ میں نے اس کو کہا تو کیا چیز ہے۔ وہ کہنے لگا میں اس میت کے بدعمل ہوں تو کہا قبر میں مار پیٹ کس کو ہو رہی تھی۔ اس نے کہا مجھے ہی یہ مار پڑ رہی تھی۔ اس میت کے پاس سورۃ یٰسٓ اور دوسری سورتوں نے آ کر گھیرا کر لیا اور مجھے مار کر باہر نکال دیا۔

ساتواں عذابِ قبر سے خلاصی نصیب ہونے کے لئے یہ عمل ہے کہ آدمی جمعرات کو دو رکعت نماز پڑھے اور اس کی ہر رکعت میں ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر پندرہ بار سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھے۔ حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْاَصْبَهَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمْعَةِ يَقْرَءُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهُمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ مَرَّةً اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّةً هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَ اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ يَسَّرَهُ اللّٰهُ الْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

''اصبہانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعرات کو بعد مغرب کے دو رکعت نماز پڑھے اور ہر ایک رکعت میں فاتحہ شریف ایک دفعہ اور اذا زلزلت پندرہ دفعہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سکرات کو آسان کر دیتا ہے اور اس کو قبر کے عذاب سے پناہ اور خلاصی بخشتا ہے۔ اور قیامت کے دن صراط سے گزرنا اس کے لئے آسان فرما دیتا ہے۔''

آٹھواں جمعہ کے دن فوت ہونا عذابِ قبر سے نجات کا باعث ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ اَبُوْيَعْلٰى عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ۔

''حضرت ابو یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے وہ عذابِ قبر سے بچایا جائے گا۔''

نواں جمعرات کو فوت ہونا جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَكْرَمَةَ ابْنِ خَالِدِ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ

مَنْ مَّاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ خُتِمَ بِخَاتِمِ الْاِيْمَانِ وَوُقِيَ عَذَابَ الْقَبْرِ۔

''بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ ابن خالد المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور اس کو عذابِ قبر سے نجات حاصل ہوتی ہے۔''

دسواں قبر کے عذاب سے خلاصی نصیب ہونے کا سبب مہینہ رمضان شریف کا ہے:

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ رَجَبٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ يُرْفَعُ عَنِ الْمَوْتٰى فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک رمضان شریف کے مہینہ میں مُردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔''

گیارہواں عمل یہ ہے کہ ہر روز پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِأَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ كَانَ لَهٗ اَمَانًا مِنَ الْفَقْرِ وَ اُنْسًا فِيْ وَحْشَةِ الْقَبْرِ وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

''دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر روز سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اَلْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ پڑھے گا تو اس کو فاقہ وتنگ دستی سے امان ہوگی۔ اور یہ کلمہ شریفہ قبر میں اس کا انیس وساتھی ہوگا۔ اوراس کے واسطے بہشت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔''

بارہواں دینی علم پڑھنے سے قبر کی وحشت سے امن رہے گا۔ جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ الْعَالِمُ صَوَّرَ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ يُؤْنِسُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيَدْرَءُ عَنْهُ هَوَّامَ الْاَرْضِ۔

''ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جب عالم فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کی ایک خوب صورت شکل بنا دیتا ہے جو قبر میں قیامت تک اس کا مونس وساتھی رہتا ہے اور اسی علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس عالم کی قبر میں سے کیڑوں مکوڑوں اور ہر ایذا دینے والی چیزوں کو دور کرتا ہے۔''

وَ اَخْرَجَ الْاِمَامُ الْاَحْمَدُ فِي الزَّاهِدِيِّ عَنْ كَعْبٍ قَالَ اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَعَلَّمِ الْخَيْرَ وَ عَلِّمْهُ النَّاسَ فَاِنِّيْ مُنَوِّرٌ لِمُعَلِّمِ الْعِلْمِ وَ مُتَعَلِّمِهٖ قُبُوْرَهُمْ حَتّٰى لَا يَسْتَوْحَشُوْا الْمَكَانِهِمْ۔

''امام احمد ؒ نے روایت کی ہے کہ کعب ؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ نیکی کا علم حاصل کر اور لوگوں کو نیکی کی تعلیم دے تحقیق میں علم پڑھانے

والے اور پڑھنے والے کی قبر کونورانی کردیتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی قبروں میں کوئی خوف اور وحشت نہیں پاتے۔''

تیرہواں رسول اللہ ﷺ کی سنت پاک کو محکم پکڑنا قبر کے عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ شرح الصدور میں ہے۔ حضرت ابراہیم ابن ادھم ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک جنازے پر گیا تو وہاں دعا طلب کی کہ اے اللہ تعالیٰ! میری موت میں برکت کر۔ پس جنازے سے آواز آئی۔ اے ابراہیم ؒ تم یہ بھی دعا مانگو کہ خدایا موت کے بعد بھی برکت کر۔ اس آواز کے سننے سے مجھ پر رُعب پیدا ہوا پس جب وہ میت دفن کی گئی اور لوگ چلے گئے تو میں قبر کے پاس فکرمند ہوکر بیٹھ گیا۔ اچانک قبر سے ایک خوب صورت شخص نکلا جس کے کپڑے عمدہ سفید اور اس سے خوشبو آتی تھی وہ کہنے لگا اے ابراہیم! میں نے جواب میں کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس نے جنازے سے آواز دی تھی۔ پھر دوبارہ سوال کیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوں، جو شخص مجھ کو قائم کرے اور مجھ پر عمل کرے میں اس کی حفاظت کرتی ہوں اور قبر میں اس کے لئے نور بنتی ہوں۔ اور حشر تک اس کی انیس رہتی ہوں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو جنت میں لے جاؤں۔

چودھواں قبر کے عذاب سے نجات دینے والا عمل یہ ہے کہ مؤمن کے دل کو خوش کرنا جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْاٰلِ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَدْخَلَ رَجُلٌ عَلٰى مُؤْمِنٍ سُرُوْرًا اِلَّا خَلَقَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُوْرِ مَلَكًا يَعْبُدُ اللّٰهَ وَ يُوَحِّدُهٗ فَاِذَا صَادَ الْعَبْدُ فِيْ قَبْرِهٖ

اَتَاهُ ذٰلِكَ السُّرُوْرُ فَيَقُوْلُ لَهٗ اَتَعْرِفُنِيْ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَنْ اَنْتَ فَيَقُوْلُ اَنَا السُّرُوْرُ الَّذِيْ اَدْخَلْتَنِيْ عَلٰى فُلَانٍ اَنَا الْيَوْمُ اُوْنِسُ وَحْشَتَكَ وَ اُلَقِّنُكَ حُجَّتَكَ وَ اُثَبِّتُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَ اَشْهَدُكَ مَشَاهِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَشْفَعُ لَكَ وَ اُرِيْكَ مَنْزِلَكَ فِي الْجَنَّةِ۔

''محمد ابن لال نے جعفر ابن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اسکے دادے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مؤمن کو خوش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سرور یعنی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی توحید میں مستغرق رہتا ہے۔ پس جب وہ خوش کرنے والا شخص قبر میں جاتا ہے تو اس کے پاس وہ فرشتہ آکر کہتا ہے کیا تو نے مجھے پہچانا ہے تو وہ شخص کہتا ہے تو کون ہے۔ جواب دیتا ہے میں وہ سرور ہوں جس کو تو نے فلاں شخص کے دل میں داخل کیا تھا۔ پس آج کے دن میں تیری وحشت میں انیس ہوں گا۔ اور تجھے فرشتوں کے سوال کا جواب سکھاؤں گا۔ اور تجھے کلمہ شریف پر ثابت رکھوں گا اور تیری شفاعت کروں گا اور تیرا گھر جنت میں دکھاؤں گا۔''

پندرہواں سبب قبر کے عذاب سے خلاصی کا یہ ہے کہ لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ مُنْدَةَ عَنْ اَبِيْ كَاهِلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اُعَلِّمَنَّ يَا اَبَا كَاهِلَ اَنَّهٗ مَنْ كَفَّ اَذَاهُ عَنِ النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّكُفَّ عَنْهُ اَذَى الْقَبْرِ۔

''ابن مندہ نے ابی کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوکاہل رضی اللہ عنہ کو فرمایا تحقیق جس آدمی نے لوگوں سے تکلیف کو روکا۔ اللہ تعالیٰ ضرور ہی اس سے قبر کی تکلیف کو دور کر دیتا ہے۔''

سولہواں قبر کے عذاب سے خلاصی دینے والا یہ ہے۔ مسجد میں چراغ جلانا روشنی کرنا۔ جیسے حدیث میں ہے:

اَخْرَجَ اَبُو الْفَضْلِ الطُّوْسِيُّ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ نَوَّرَ فِيْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ نُوْرًا نَوَّرَ اللّٰهُ فِيْ قَبْرِهٖ وَمَنْ رَاحَ فِيْهِ رَائِحَةً طَيِّبَةً اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِيْ قَبْرِهٖ مِنْ رَّوْحِ الْجَنَّةِ۔

''ابوالفضل طوسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد میں روشنی کرے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں روشنی کرے گا۔ اور جو شخص مسجد میں خوشبو لگائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں جنت سے خوشبو کرے گا۔''

ستارہواں عذاب قبر سے نجات دینے والا یہ عمل ہے کہ مریضوں کی بیمار پرسی کرنی جیسے حدیث شریف میں ہے:

اَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ مَا لِمَنْ عَادَ مَرِيْضًا قَالَ يُوَكَّلُ بِهٖ مَلَكَانِ يَعُوْدَانِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ حَتّٰى يُبْعَثَ۔

''دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اے پروردگار! جو شخص مریض کی بیمار پُرسی کرے اس کی کیا جزا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس شخص کی قبر میں تسلی کے لئے دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کی خبر گیری رکھتے ہیں۔''

پس یہ سترہ نیک اعمال ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے نجات بخشتا ہے۔ (ھٰذا کلہٗ من شرح الانواع)

دوسری فصل:

قبر کے بعض حالات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔ اور پھر کہا (عائشہ) اللہ تعالیٰ تم کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذاب کا حال پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی نماز پڑھی ہو اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی مبارک تَر ہوجاتی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا زیادہ جنت اور جہنم کے ذکر سے بھی نہیں روتے جتنا قبر کے تذکرہ سے روتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے۔ جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں اور جو اس میں (عذاب میں) پھنس گیا اس کے لئے اس کے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں۔ اور میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے کوئی منظر ایسا نہیں دیکھا کہ قبر کا منظر اس سے زیادہ سخت نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے دفن میں شریک ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں جا کر ایک قبر کے قریب تشریف رکھی اور اتنا روئے کہ زمین تَر ہوگی اور ارشاد فرمایا کہ بھائیو! اس چیز

کے لئے (یعنی قبر میں جانے کے لئے) تیاری کرلو۔ (ترغیب)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا (یعنی تقریر کی) پس آپ ﷺ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں انسان کو عذاب دیا جاتا ہے۔ پس اس ذکر سے مسلمان (خوف زدہ ہوکر) دیر تک (روتے اور) چلاّتے رہے۔ یہ روایت بخاری کی ہے اور نسائی نے یہ الفاظ زیادہ بیان کئے ہیں کہ آدمیوں کے رونے اور چلاّنے کے سبب مَیں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نہ سن سکی۔ جب یہ شور کم ہوا تو میں نے اس شخص سے جو میرے قریب بیٹھا تھا پوچھا کہ تم کو اللہ تعالیٰ برکت دے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ اس نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں کے اندر فتنہ میں ڈالے جاؤ گے یعنی تم کو آزمایا جائے گا۔ اور یہ امتحان فتنہ دجال کے قریب قریب ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اپنے خچر پر سوار ہوکر قبیلہ بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے جارہے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدک گیا۔ اور ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرادے۔ وہیں پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان قبروں کے اندر جو لوگ ہیں کوئی ان کو جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کس حال میں مرے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ شرک کی حالت میں مرے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ سو اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم (مُردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی قبر کا عذاب سنا دے جس طرح میں سنتا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ

ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ آگ کے عذاب سے بچائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کے عذاب سے تم اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے ظاہری اور باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ظاہری اور باطنی فتنوں سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم دجال کے فتنہ سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو برزخ کی چیزیں نہ صرف بتادیں بلکہ دکھا بھی دیں، کیونکہ آپ ﷺ میں ان کو دیکھ کر برداشت کا ظرف موجود تھا۔ حتیٰ کہ دوزخ کے منظر کو دیکھ کر بھی آپ ﷺ کے ہنسنے بولنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں فرق نہ آتا تھا۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ آفتاب غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے) باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایک آواز سنی (جو بھیانک آواز تھی) اس کو سن کر فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہورہا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ نماز کے لئے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھل کھلا کر ہنس رہی تھی۔ اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو

کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو۔ لہٰذا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ قبر پر کون دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں۔ مٹی کا گھر ہوں۔ کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مؤمن قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا مبارک ہے بہت اچھا کیا تو آ گیا۔ جتنے آدمی زمین پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مُردے کی نظر پہنچ سکے وہاں تک وسیع ہوجاتی ہے۔ اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں۔

اور جب کوئی بدکردار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے۔ بُرا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا۔ اس کے بعد وہ اس طرح سے اس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اور ستر اژدھے اس پر مسلط ہوجاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھونک مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی معیت میں ایک جنازہ کے ساتھ چلے۔ قبرستان میں پہنچ کر حضور اقدس ﷺ نے ایک قبر کے پاس تشریف رکھی اور ارشاد فرمایا کہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ نہایت فصیح اور صاف آواز کے ساتھ اعلان نہیں کرتی کہ اے آدم کے

بیٹے! تو مجھے بھول گیا۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ اجنبیت کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں نہایت تنگی کا گھر ہوں، مگر اس شخص کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ شانہٗ مجھے وسیع بنادے اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی روایت ہے کہ مؤمن اپنی قبر میں ایک سبز باغ میں رہتا ہے اور اس کی قبر ۷۰ گز وسیع ہوجاتی ہے اور نورانی ہوتی ہے جیسے چودھویں رات کا چاند اور تم کو معلوم ہے کہ یہ آیت کس باب میں اُتری ہے:

فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا۔ (سورۃ طٰہٰ:۱۲۴)

"تو اس کو ملتی ہے تنگی گزران کی۔"

لوگوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عذاب کافر کو قبر میں ہوگا۔ کہ اس پر ننانوے ۹۹ تنین مسلط کردی جائیں گی اور جانتے ہو کہ تنین کیا چیز ہے ننانوے اژدھا کہ ہر ایک کے سات سات پھن ہوں گے۔ اور وہ اس کے جسم کو قیامت تک نوچتے گھسوٹتے اور پھنکارے مارتے رہیں گے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں کہ اس خاص شمار سے جو حدیث میں مذکور ہوئی تعجب نہیں کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ شمار ان سانپوں اور بچھوؤں کا موافق شمار بُرے بُرے اخلاق یعنی کبر اور ریاء، حسد اور کینہ وغیرہ کے ہوگا۔ اس لئے کہ ان صفات کے اصول چند گنتی کے ہیں۔ پھر ان میں سے چند فروع نکلی ہیں۔ پھر ان فروع کی چند قسمیں ہیں۔ اور یہ صفات سب کے سب اپنی ذات سے مہلک ہیں۔ اور یہی سب خود بچھو اور سانپ بن جائیں گے۔ تو جو صفت ان

میں سے زبردست ہوگی وہ اژدھا کی طرح ڈسے گی اور کمزور بچھو کی طرح کاٹے گی۔ اور متوسط سانپ کی طرح ایذا دے گی اور اہلِ دل اور اہلِ بصیرت ان مہلکات کو اور ان کے فروعات میں منقسم ہونے کو نور بصیرت سے دیکھتے ہیں، مگر ان کی شمار پر بجز نور نبوت اور کسی چیز سے اطلاع نہیں ہوسکتی۔ غرض کہ ان جیسی احادیث کے ظاہر صحیح ہیں۔ اور ان میں پوشیدہ اسرار ہیں۔ جو ارباب بصیرت کے نزدیک ظاہر ہیں۔ پس جس شخص پر ان کی حقیقت منکشف نہ ہو۔ اس کو ان کے ظاہر معنوں کا انکار نہ کرنا چاہئے، بلکہ کمتر درجہ ایمان کا یقین کرنا اور مان لینا ہے۔

اب اگر یہ کہو کہ ہم کافر کو قبر میں مدت تک دیکھتے ہیں اور تاکتے رہتے ہیں، مگر ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتے تو تجربہ کے خلاف پر یقین لانے کی صورت کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان جیسے امور کی تصدیق کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

اوّل: جو ظاہر تر اور صحیح تر اور اعتراض سے سالم تر ہے، یہ ہے کہ یوں تصدیق کرو کہ یہ چیزیں یعنی سانپ بچھو وغیرہ موجود ہیں۔ مُردے کو کاٹتے ہیں، مگر ہم کو اس جہت سے معلوم نہیں ہوتے کہ اس آنکھ میں ان امور کو دیکھنے کی لیاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ باتیں اور دوسری جو آخرت سے متعلق ہیں وہ سب عالم ملکوت کی چیزیں ہیں جو چشم ظاہری سے نظر نہیں آتیں۔ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اُترنے پر کیسے ایمان لاتے تھے، حالانکہ ان کو دیکھتے نہ تھے اور اس پر بھی ان کا ایمان تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھتے تھے۔ پس اگر تم کو اس پر ایمان نہ ہو تو اوّل اصل ایمان فرشتوں اور وحی پر درست کرنا ضروری ہے۔ اور اگر تم اس پر ایمان رکھتے ہو اور جائز جانتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چیز کو دیکھ سکتا ہے جس کو اس کی امت نہیں دیکھ سکتی تو یہ باتیں مُردے کے حق میں کیوں جائز نہیں ہیں، جس طرح فرشتہ آدمیوں اور حیوانوں کے مشابہ نہیں، اسی طرح جو

سانپ بچھو مُردے کی قبر میں ہوتے ہیں وہ دنیا کے سانپ بچھو جیسے نہیں ہوتے۔ ان کی جنس اور ہی ہوتی ہے اور وہ حاسہ اور ہے جس سے معلوم ہوا کرتے ہیں۔

دوم: دوسری صورت یہ ہے کہ تم سونے والے کا حال دیکھو کہ کبھی خواب میں دیکھتا ہے کہ مجھے بچھو یا سانپ کاٹتا ہے اور اس کو اس کا درد بھی اتنا ہوتا ہے کہ بعض اوقات نیند میں ہی چیخ پڑتا ہے۔ اور پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور کبھی اپنی جگہ پر سے اُچھل پڑتا ہے۔ تو سونے والے کو یہ سب معلوم ہوتا ہے۔ اور درد ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ جاگتے آدمی کو ہوتا ہے، حالانکہ وہ تم کو ہلتا جلتا معلوم نہیں ہوتا نہ اس کے گرد کوئی سانپ بچھو سوجھتا ہے اور اس کے حق میں سانپ بھی موجود ہے اور تکلیف بھی ہے مگر تمہارے مشاہدے سے خارج ہے اور جب کہ عذاب کی تکلیف کاٹنے سے حاصل ہے تو سانپوں کا خیالی ہونا یا آنکھ سے سوجھنا یکساں ہے۔

سوم: تیسری صورت یہ ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ سانپ خود تکلیف نہیں پہنچاتا بلکہ ایذا اس کے زہر سے ہوتی ہے۔ پھر زہر بھی درد نہیں بلکہ زہر کا اثر جو تم میں ہوجاتا ہے تکلیف اس سے ہوتی ہی، پس اگر بدوں زہر کے ویسا ہی اثر بدن میں پایا جائے تو ظاہر ہے کہ تکلیف تو بہت ہوگی، مگر اس تکلیف کو اور طرح پر نہیں بتا سکتے، بجز اس کے کہ جس سبب سے ایسی تکلیف عادت میں ہوا کرتی ہو۔ اسی سبب کی طرف منسوب کردیا جائے۔ پس اگر انسان میں لذت صحبت کی پیدا ہوجائے۔ بدون اس کے کہ ظاہر میں ہم بستری عورت سے ہو تو اس لذت کو کیسے بتاؤ گے۔ یہی کہو گے کہ صحبت کی لذت ہے۔ اس اضافت سے سبب کی شناخت ہوجائے گی اور اس کا ثمرہ معلوم ہوجائے گا۔ گو صورت سبب کی موجود نہ ہو۔ پس یہ صفات مہلکہ نفس کے اندر موت کے وقت ایذا دینے والے بن جاتے ہیں، تو ان کی ایذا سانپ اور بچھو کی سی ہوجاتی ہے۔ بدوں اس کے کہ سانپ بچھو کا وجود ہو۔ (احیاء)

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ قبر کے سرہانے بیٹھ کر اس کے اندر دیکھنے لگے پھر فرمایا کہ مُردے کو اس میں ایسا دبایا جاتا ہے کہ اس کا سینہ اور پسلیاں اور ہڈیاں چُور ہو جاتی ہیں۔ (احیاء)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبر دبایا کرتی ہے اگر کوئی اس کے داب سے بچتا تو حضرت سعد بن معاذ ؓ بچتے۔ (احیاء)

حضرت سعید بن المسیب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! جب سے آپ ﷺ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر فرمایا ہے۔ اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! منکر نکیر کی آواز مؤمن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور مؤمن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام و راحت پاتا ہے۔ اور (یاد رکھ) اے عائشہ ؓ! اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والوں کیلئے بڑی خرابی ہے۔ اور وہ قبر میں اس طرح دبائے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھ کر دبا دیا جائے۔

حضرت عبید بن عمیر لیثی ؓ کہتے ہیں کہ جو جو بھی انسان مرتا ہے اس کا گڑھا جس میں وہ دفن ہوگا، اس سے کہتا ہے کہ میں تنہائی اور تاریکی اور اکیلے رہنے کا مکان ہوں۔ اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا مطیع رہا ہوگا تو میں آج تجھ پر رحمت بنوں گا اور اگر تو نافرمان رہا ہوگا تو عذاب بنوں گا۔ میں وہ ہوں کہ جو مجھ

میں مطیع ہو کر گھسے گا وہ خوش ہو کر نکلے گا اور جو عاصی ہو کر آئے گا وہ تباہ ہو کر نکلے گا۔ (احیاء)

حضرت محمد بن صبیح ؒ کہتے ہیں کہ جب آدمی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو عذاب یا اور کوئی بُری بات پہنچتی ہے تو اس کے پڑوس کے مُردے اس سے کہتے ہیں کہ اے اپنے قریبیوں اور پڑوسیوں سے پیچھے رہنے والے کیا تجھ کو ہم سے عبرت نہ ہوئی۔ کیا اپنے آپ سے آگے آنے والوں کا حال تو نے نہ سوچا۔ تو نے نہ دیکھا کہ ہمارے اعمال مرنے سے تمام ہو گئے تھے، تجھ کو تو مہلت تھی تو نے تدارک اس چیز کا کیوں نہ کرلیا جو تیرے اقارب سے رہ گئی تھی۔ اور زمین کے حصے اس سے کہتے ہیں کہ اسے ظاہر دنیا پر دھوکا کھانے والے جو لوگ تیری قریبیوں میں سے زمین کے شکم میں چلے گئے تھے ان سے تو نے عبرت کیوں نہ پکڑی۔ ان کو دنیا نے تجھ سے پہلے دھوکا دیا۔ پھر ان کی موت ان کو قبروں میں لے گئی۔ تو ان کو دیکھتا تھا کہ دوسروں کے کندھے پر اس منزل کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جو ان کے لئے ضروری تھی۔ (احیاء)

حضرت عبداللہ بن عبید عمیر ؓ نے ایک جنازے میں فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مُردہ قبر میں بٹھلایا جاتا ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کے پاؤں کی آواز سنتا ہے۔ اور اس سے بجز اس کی قبر کے کوئی اور چیز کلام نہیں کرتی۔ قبر کہتی ہے کہ اے خانہ خراب تجھ کو مجھ سے نہیں ڈرایا تھا۔ تجھے یہ خوف نہیں دلایا گیا تھا کہ میں تنگ اور بدبودار، ہولناک اور کیڑوں سے پُر ہوں۔ پس تو نے میرے لئے کیا سامان کیا ہے۔ (احیاء)

حضرت مجاہد ؒ فرماتے ہیں کہ اوّل جو چیز آدمی سے گفتگو کرتی ہے وہ قبر کا گڑھا ہے کہ اس سے یوں کہتا ہے کہ میں کیڑوں کا گھر ہوں اور تنہائی کا

مکان ہوں اور غربت اور تاریکی کی جگہ ہوں۔ یہ چیزیں تو میں نے تیرے لئے تیار کی ہیں۔تونے میرے لئے کیا سامان تیار کیا ہے۔(احیاء)

حضرت یزید رقاشی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ جب مُردہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے اعمال اس کو آگھیرتے ہیں، پھر ان کو اللہ تعالیٰ گویا کرتا ہے وہ اس کو کہتے ہیں کہ اے گڑھے میں پڑے ہوئے اکیلے بندے، تیرے دوست اور گھر والے تیرے پاس سے چلے گئے تو ہمارے پاس آگیا آج تیرا کوئی مددگار نہیں۔(احیاء)

حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ جب نیک بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد اس کو گھیر لیتے ہیں، پھر عذاب کے فرشتے اس کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز کہتی ہے کہ اس سے الگ رہو۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے رات بھر کھڑا رہا کرتا تھا۔ پھر فرشتے سر کی طرف آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے کہ اِدھر تم کو راہ نہیں۔ دنیا میں یہ شخص بہت پیاسا رہا کرتا تھا۔فرشتے بدن کی طرف سے آتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں کہ یہاں سے دور رہو کہ اس شخص نے اس بدن سے حج کے لئے بہت محنت و مشقت اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا۔تم اِدھر نہیں آسکتے۔ پھر فرشتے ہاتھوں کی طرف سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ اس نیک شخص کو جانے دو۔ بہت سا صدقہ اس نے ان ہاتھوں سے دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مقبول ہوا۔تم کو یہاں راہ نہ ملے گی۔تب اس سے کہا جاتا ہے کہ مبارک ہو تو پاک ہی زندہ رہا اور پاک ہی مرا۔ پھر اس کے پاس رحمت کے فرشتے آتے ہیں اور اس کے لئے جنت کا بستر بچھاتے ہیں اور اس کی قبر کو جہاں تک نظر کام کرے وہاں تک کشادہ کرتے ہیں۔اور جنت میں سے ایک قندیل آجاتا ہے اور وہ قندیل حشر تک اس کے پاس رہتا ہے۔(احیاء)

حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ جب مُردہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اس کو آکر گھیر لیتے ہیں۔ پس اگر عذاب سر کی طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید کی قرأت روکتی ہے اور اگر پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو اس طرف سے قیام روکتا ہے۔ اگر ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتے ہیں کہ یہ شخص ہم کو صدقہ اور دعا کے واسطے پھیلایا کرتا تھا۔تمہیں اس طرف نہیں آنے دیا جائے گا۔ اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو ذکر اور روزہ آڑ بن جاتے ہیں۔اسی طرح ایک طرف نماز اور صبر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسر رہے گی تو ہم اس کے ساتھ ہوں گے۔(احیاء)

حضرت محمد بن منکدر ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ کافر پر اس کی قبر میں ایک چوپایہ بہرہ، اندھا متعین ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں لوہے کا تازیانہ ہوتا ہے۔ اس کا سر مثل کوہان شتر کے ہوتا ہے۔ وہ اس تازیانے سے کافر کو قیامت تک مارتا رہتا ہے۔ نہ اس کو دیکھتا ہے کہ بچا کر مارے۔ نہ آواز سنتا ہے کہ رحم کرے۔(احیاء)

حضرت سفیان ؓ فرماتے ہیں کہ آدمی کے نیک اعمال اس کی طرف سے ایسے جھگڑتے ہیں اور عذاب کو اس طرح روکتے ہیں جیسے کوئی اپنے بھائی یا بیوی یا بیٹے کی طرف سے لڑا کرتا ہے۔ پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری خواب گاہ میں برکت کرے۔ تیرے دوست اور رفیق بہت ہیں۔(احیاء)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤمن کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو۔ پس جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ کر بیٹھتا ہے۔ اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں۔(مشکوٰۃ)

ملا علی قاری ؒ لکھتے ہیں کہ گویا وہ اس وقت اپنے آپ کو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے کہ سوال و جواب کو رہنے دو۔ مجھے فرض ادا کرنے دو وقت ختم ہوا جارہا ہے میری نماز جاتی رہے گی، پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

حضرت عطاء بن یسار ؒ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ سے فرمایا کہ اے عمر (ؓ)! تیرا کیا حال ہوگا جب تو مرجائے گا اور تیری قوم تجھ کو لے جائے گی، تیرے لئے تین ہاتھ لمبا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا گڑھا تجویز کریں گے۔ اور تیرے اوپر غسل اور کفن دے کر، خوشبو لگا کر تجھ کو اس گڑھے میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دیں گے۔ اور جب وہ واپس چلے جائیں گے تو تیرے پاس قبر کے دو جانچنے والے منکر ونکیر آئیں گے۔ جن کی آواز سخت رعد کی سی اور آنکھیں اچکنے والی بجلی کی سی ہوں گی بال ان کے گھسٹتے ہوں گے۔ اور قبر کو وہ اپنے تیز دانتوں سے ادھیڑ کر تجھے جھنجھوڑ کر ہلا ڈالیں گے۔ اس وقت اے عمر ؓ! تیرا کیا حال ہوگا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا کہ میری عقل بھی اس وقت میرے ساتھ رہے گی جیسی اب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا کہ پھر کوئی فکر نہ فرمائیں میں ان سے نپٹ لوں گا۔ (احیاء)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ موت سے عقل نہیں بدلتی۔ صرف اعضاء بدل جاتے ہیں۔ اور مُردہ عاقل اور درد و راحت کا محسوس کرنے والا ہوتا ہے۔ جیسا اپنی زندگی میں تھا۔ اس کی عقل میں کچھ خلل نہیں آتا۔ اور عقل اس کے اعضاء کا نام نہیں وہ ایک باطنی چیز ہے جس کے طول وعرض کچھ نہیں، بلکہ جو خود منقسم نہیں ہوتی۔ وہی اشیاء کا ادراک کرتی ہے اور اگر بالفرض انسان کے تمام اعضاء بکھر جائیں اور صرف وہ جز مدرک جس کے حصے نہیں ہوسکتے وہی رہ جائے۔

تو انسان عاقل پورے کا پورا باقی رہے گا۔ اور یہی حال اس کا موت کے بعد ہوتا ہے اس لئے کہ اس جزو پر موت اور نیستی نہیں آتی۔

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کا کاتب تھا۔ وہ اسلام سے پھر کر مشرکین سے جاملا تو حضور اقدس ﷺ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی کہ اس کو زمین قبول نہ کرے گی۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا تو حضرت ابوطلحہ ؓ اس کی قبر کی طرف تشریف لے گئے تو اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ ماجرا کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر ہر بار اس کو زمین نے باہر پھینک دیا۔ لہٰذا ہم نے باہر ہی چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اپنے بعض ہم نشینوں کو فرمایا کہ اے فلاں میں رات کو جاگا اور قبر کا اور اس کے رہنے والے کا حال سوچتا رہا۔ اگر تو مُردے کا حال تین دن بعد قبر میں دیکھے تو اس کے پاس رہنے سے خوف کھائے۔ گو پہلے کتنا ہی انس اس کے ساتھ رکھتا ہو۔ اور قبر کو دیکھے کہ اس میں کیڑے دوڑ رہے ہیں پیپ بہہ رہی ہے۔ مُردے کا رنگ بدل گیا ہے۔ بُو بگڑ گئی ہے۔ کیڑے بدن کھا رہے ہیں۔ کفن پرانا ہو گیا ہے اور پہلے صورت بھی اچھی تھی اور بُو بھی عمدہ۔ کپڑے صاف تھے۔ یہ کہہ کر آپ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئے۔ (احیاء)

حضرت یزید رقاشی ؒ کہا کرتے تھے کہ اے وہ شخص کہ تو گڑھے میں مدفون ہے۔ قبر میں اکیلا پڑا ہے اور زمین کے اندر اپنے نیک اعمال سے انس رکھتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ تجھ کو کون سے عملوں سے بشارت ملی اور کون سے بھائیوں سے تو نے زیادہ نیک عمل کئے، پھر روتے یہاں تک کہ دوپٹہ تر ہوجاتا تو فرماتے کہ بخدا اپنے اعمال صالح سے خوشخبری لے اور اپنے ان بھائیوں پر رشک

کر جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر تیری مدد کیا کرتے تھے۔ اور ان کا یہ بھی دستور تھا کہ جب قبروں کو دیکھا کرتے تو بیل کی طرح ڈاکرایا کرتے۔ (احیاء)

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں سے گزرے اور اپنا حال نہ سوچے، نہ مُردوں کے لئے دعا کرے تو وہ اپنے اور ان کے حق میں خیانت کرتا ہے۔ (احیاء)

حضرت بکر عابد رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماں سے کہا کرتے کیا اچھا ہوتا کہ تم میرے حق میں بانجھ ہوتیں یعنی مجھے جنا ہی نہ ہوتا، کیونکہ تمہارے بیٹے کو قبر میں بہت دنوں بند رہنا پڑے گا اور پھر وہاں سے کوچ کرنا پڑے گا۔ (احیاء)

حضرت حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ جب قبروں پر گزرتے تو کہتے کہ تم ظاہر میں تو خوب ہو، مگر تمہارے پیٹ میں مصیبت ہے۔ (احیاء)

حضرت عطاء سلمی رحمۃ اللہ علیہ جب رات ہوجاتی تو قبرستان میں جا کر کہتے کہ اے قبر والو! تم مرگئے۔ ہائے ری موت.......... اور تم نے اپنے عمل دیکھے .... وائے رے اعمال........... پھر کہتے کہ کل کو عطا بھی قبروں میں ہوگا اور صبح تک یہی کہتے رہتے۔ (احیاء)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کرے گا تو وہ اسے جنت کے باغوں میں ایک باغ پائے گا۔ اور جو اس سے غافل رہے گا۔ اس کو دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا پائے گا۔ (احیاء)

حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھودی ہوئی تھی جب اپنے دل میں سختی پاتے تو اس میں گھس کر لیٹ جاتے اور بڑی دیر پڑے رہتے۔ پھر فرماتے:

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ۔

''اے اللہ! مجھے دنیا میں پھر بھیج تاکہ میں نیک کام کروں۔ اس میں جو پیچھے چھوڑا۔''

اور پھر اس فقرے کو کئی بار دہراتے۔ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے کہ ربیع اب تو واپس بھیج دیا گیا۔ اب عمل کر۔ (احیاء)

حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنی خواب گاہ کو درست کرتا ہے اور سونے کے لئے بچھونے کو سنوارتا ہے تو زمین اس کے اس عمل سے تعجب کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو اپنے بہت دنوں سڑنے کو کیوں نہیں یاد کرتا۔ میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔ (احیاء)

حضرت میمون بن مہراں رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قبرستان میں گیا۔ جب انہوں نے قبروں کو دیکھا تو روئے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے میمون! یہ میرے باپ دادوں کی یعنی بنی امیہ کی قبریں ہیں۔ گویا دنیا والوں میں سے کوئی شخص بھی کبھی ان کی لذت وعیش میں شریک ہی نہ ہوئے تھے۔ دیکھ کیسے بچھڑے پڑے ہیں۔ ان پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ بدنوں میں کیڑوں نے گھر بنالیے۔ پھر روئے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں کسی کو بھی ان قبر والوں میں سے ایسا نہیں جانتا کہ اس پر انعام ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہا ہو۔ (احیاء)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان میں گیا۔ جب وہاں سے نکلنا چاہا تو سنا کہ ایک کہنے والا کہتا ہے کہ اے ثابت قبر والوں کے سکوت سے دھوکا مت کھانا۔ ان میں بہت سے نفس مغموم ہیں۔ (احیاء)

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک عورت پر ہوا کہ وہ ایک قبر پر رو کر کہہ رہی تھی:

جان تیری گئی اور پھر نہ ملی ہائے دریغ
لوگوں نے تیری جگہ لحد میں کی ہائے دریغ
میری آنکھوں میں بھلا کیسے گزر خواب کا ہو
جبکہ تکیہ ترا یہ مٹی بنی ہائے دریغ

پھر اس نے کہا بیٹا معلوم نہیں کہ کیڑوں نے تیرے دونوں رخساروں میں سے پہلے کون سا کھانا شروع کیا۔ حضرت داؤد طائی پچھاڑ کھا کر بے ہوش گر پڑے۔ (احیاء)

ایک بزرگ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک گاؤں پر گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں تین قبریں ایک ہی مقدار کی اونچی زمین پر بنی ہوئی ھیں ان پر اشعار لکھے ہوئے تھے، پہلی قبر پر لکھا ہوا تھا:

وَ کَیْفَ یلذ العیش من ھو عالم　بان الی الخلق لا بد سائلہٗ
فیاخذ منہ ظلمۃ لعبادہ　و لیجزیہ بالخیر الذی ھُوَ فائلہٗ

"کیونکر زندگی کی لذت حاصل کرسکتا ہے جو شخص کہ جانے کہ خالق دوجہان ضرور سوال کرے گا۔ اگر اس نے مخلوق پر ظلم کیا ہو تو اس سے بدلہ لے گا اور اگر اس نے نیکی کی ہو تو اس کی جزا دے گا۔"

اور دوسری قبر پر لکھا ہوا تھا:

و کیف یلذ العیش من کان موقنا　بان المنایا بغتۃ ستاجلہٗ
فتسلبہٗ ملکا عظیما و بھجۃً　و تسکنہ القبر الذی ھو اھلہ

"کیونکر زندگی کی لذت پاسکتا ہے جو شخص کہ یقین کرتا ہے کہ موت ناگہاں اسے آئے گی۔ اس کا بڑا ملک اور رونق چھین

لے جائے گی اور اسے قبر میں جس کا وہ اہل ہے ساکن کرائے گی۔"

اور تیسری قبر پر مرقوم تھا:

و کیف یلذ العیش من کان صائرا　الی حدیث یبلی الشباب منازلہ
و یذھب ماء الوجہ بعد بھائہ　سریعًا و علی جسمہ و مفاصلہ

"کیونکر لذت عیش حاصل کرسکتا ہے جو شخص کہ جانے والا ہے طرف قبر کے جو جوانی کو بوسیدہ کرنے والی جگہ ہے اور چہرے کی رونق دور کرنے والی ہے بہت جلد جسم اور جوڑوں کو بوسیدہ کرنے والی ہے۔"

میں نے ایک شیخ سے جس کے پاس میں بیٹھ گیا تھا۔ کہا کہ میں نے تمہارے یہاں ایک عجیب بات دیکھی ہے کہا وہ کیا ہے۔ میں نے انہیں قبروں کا قصہ سنایا کہنے لگے ان کا واقعہ اس سے بھی عجیب ہے۔ میں نے کہا ان کا قصہ سناؤ۔

اس نے کہا کہ یہ تین بھائی تھے۔ ایک امیر، دوسرا تاجر، تیسرا زاہد، جب زاہد کی موت قریب ہوئی تو دونوں بھائی آئے اور اپنا عمدہ مال اسے دیا، تاکہ وہ صدقہ کرے اس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے تمہارے مال کی ضرورت نہیں، لیکن میں تم سے ایک عہد لیتا ہوں، اس کے خلاف نہ کرنا۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہے۔ کہا جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل دو اور کفن پہناؤ اور میری نماز (جنازہ) پڑھ کر کسی اونچی جگہ میں مجھے دفن کرو اور یہ اشعار میری قبر پر لکھ دو۔ اور وہ اشعار بتائے جو تم نے پہلی قبر پر دیکھے۔ پھر کہا جب تم یہ کر چکو تو ہر روز میری قبر پر ایک بار آجایا کرو۔ شاید تمہیں اس سے کچھ نصیحت حاصل ہوجائے۔ انہوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا اور اس کا بھائی جو امیر تھا فوج کے ساتھ سوار اس کی قبر پر آتا تھا

اور وہ اشعار پڑھ کر روتا تھا۔ تیسرے دن وہ اسی طرح مع فوج کے اس کی قبر پر آیا اور اشعار پڑھ کر رونے لگا۔ جب واپس لوٹا تو اس نے قبر کے اندر سے کسی چیز کے گرنے کی ایسی سخت آواز سنی کہ قریب تھا کہ اس کا دل پھٹ جائے۔ وہاں سے گھبرایا ہوا پریشان حال واپس لوٹا۔ رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا اے بھائی میں نے تیری قبر سے کیسی آواز سنی۔ کہا وہ لوہے کے کوڑے کے گرنے کی آواز تھی۔ اس وقت مجھ سے پوچھا جارہا تھا کہ تو نے فلاں مظلوم کو دیکھا اور اس کی مدد نہ کی۔ صبح کو بہت غمگین گھبرایا ہوا اٹھا اور اپنے بھائی کو اور خاص لوگوں کو بلایا اور کہا میرے بھائی نے اپنی قبر پر جو اشعار لکھنے کی وصیت کی تھی میرے خیال میں وہ میرے لئے ہی لکھوائے تھے اور اب میں گواہ بناتا ہوں کہ میں تمہارے درمیان ہرگز نہ رہوں گا۔ اور امارت چھوڑ کر عبادت اختیار کی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے لگا۔ حتیٰ کہ اس کی موت کا وقت بھی قریب آ گیا۔ اس وقت ایک چرواہے کے پاس تھا۔ یہ خبر سن کر اس کا بھائی آیا اور کہنے لگا۔ اے بھائی کچھ وصیت کرو۔ کہنے لگا۔ میرے پاس مال نہیں ہے جو وصیت کروں، لیکن میں تجھ سے ایک عہد لیتا ہوں کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے میرے بھائی کے پہلو میں دفنا کر میری قبر پر یہ اشعار لکھ دے اور وہ اشعار بتائے جو تم نے دوسری قبر پر دیکھے پھر میرے مرنے کے بعد تین دن تک میری قبر کی زیارت کرتے رہنا اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کر شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے یہ کہہ کر وہ مرگیا۔

چنانچہ اس کے بھائی نے اس کی وصیت پوری کی۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس کی قبر پر آ کر بہت رویا اور اس کے واسطے دعا کی۔ جب واپس لوٹنے لگا تو قبر کے اندر سے ایک دھاکہ سنا قریب تھا کہ وہ دیوانہ ہوجائے۔ وہاں سے پریشان

لوٹا۔ جب رات ہوئی بھائی کو خواب میں دیکھا کہ اس کے پاس آیا ہے۔ اس نے سوال کیا اے بھائی کیا تم ہمارے ملنے کو آئے ہو۔ کہا افسوس کہاں کا ملنا اب نہیں مل سکتے اور مجھے اپنے گھر پر قرار حاصل ہوگیا ہے۔ اس نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ کہا اچھا ہوں، ماشاء اللہ توبہ سے بھی کتنی بھلائی جمع ہوجاتی ہے۔ پھر پوچھا کہ ہمارا بھائی کہاں ہے؟ کہا وہ آئمہ ابرار کے ساتھ ہے یعنی نیک اماموں کے مجمع میں ہے۔ پھر کہا آپ ہمیں کن کاموں کا حکم کرتے ہیں، کہنے لگے جو شخص کچھ پہلے سے بھیجتا ہے وہ اسے ملتا ہے۔ ہونے کو نہ ہونے سے پہلے غنیمت جان۔ جب صبح اُٹھا تو اس نے دنیا ترک کردی اور دل کو مکروہات دنیا سے پاک کردیا۔ مال تمام خرچ کردیا۔ جائیداد تقسیم کردی اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگیا۔ اس کا ایک خوبصورت اور جوان بیٹا تھا۔ اس نے باپ کی جگہ تجارت شروع کردی۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو بیٹے نے کہا اے باپ! کچھ وصیت کرو۔ کہنے لگے اے بیٹے! تیرے باپ کا کوئی مال نہیں جو وصیت کرے، لیکن ایک عہد لیتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب میں مرجاؤں تو اپنے دونوں چچا کے ساتھ دفن کرنا۔ اور یہ اشعار میری قبر پر لکھوا دینا۔ اور وہ اشعار جو تم نے تیسری قبر پر دیکھے ہیں وہ بتائے جب یہ کر چکو تو تین دن تک میری قبر پر آیا جایا کرو۔ اور میرے واسطے دعا کرو۔ شاید حق تعالیٰ مجھ پر رحم کرے۔ لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ جب تیسرا دن ہوا تو اس نے قبر سے ایک آواز سنی جس سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور رنگ تبدیل ہوگیا۔ غمگین یا یوں کہئے کہ بخار زدہ وہاں سے لوٹا۔ جب رات ہوئی تو اپنے باپ کو خواب میں دیکھا کہ کہہ رہے ہیں اے بیٹے! تو عنقریب ہم سے ملنے والا ہے۔ آخرت میں سامان کی ضرورت ہے اور موت اس سے بھی پہلے ہے۔ اپنے سفر کی تیاری کر اور کوچ کا سامان کر، سفر گاہ سے منزل اقامت کی طرف سامان بھیج

دے۔ دنیا کی زندگی پر دھوکا مت کھا جیسے کہ تجھ سے پہلے نالائقوں نے دھوکا کھایا۔ اور بڑی بڑی آرزوئیں کیں اور عاقبت کا سامان نہ کیا۔ اور موت کے وقت سخت نادم ہوئے اور عمر کے ضائع کرنے پر بہت افسوس کیا۔ موت کے وقت نہ ندامت نے ان کو فائدہ دیا اور نہ اپنی کوتاہی پر افسوس کرنے سے شدت اور مصیبت سے ان کو نجات ملی۔ پھر کہا اے بیٹے! جلدی کر، پھر جلدی کر، پھر جلدی کر۔ جب صبح جاگا تو کہنے لگا کہ میرا گمان غالب ہے کہ وقت آ پہنچا اور اپنا قرضہ ادا کیا۔ اور اپنا مال سارا تقسیم اور صدقہ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ جب تیسرا دن ہوا تو اپنے اہل و عیال کو بلا کر وداع کیا اور سلام کر کے قبلے کی طرف متوجہ ہو کر کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے وفات پائی، رحمۃ اللہ علیہ۔ اب لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان سے توسل کرتے ہیں اور ان کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ (روض)

ایک زاہد فرماتے ہیں کہ میں ایک زاہدوں کی جماعت میں تھا۔ ہم ایک ایسے جنگل میں تھے جہاں پانی نہ تھا اور ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے پانی کے لئے دعا کی۔ ابھی دعا ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ہمیں دور سے ایک شئے نظر پڑی ہم نے اس کا قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسافت بعیدہ کو ہمارے لئے کوتاہ کر دیا۔ اور ہم ایک عالی شان محل میں پہنچے۔ اس کے گرد باغ لگا ہوا تھا اور جا بجا نہریں اور چشمے جاری تھے۔ ہم نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر محل کی جانب گئے تو اس کی دیوار پر دو بیت لکھے ہوئے تھے:

هٰذا منازل اقوام عهدتهم فی رغد عيش خصيب ماله خطر
دعتهم نوب الايام فارتحلوا الی القبور فلاعين ولا اثر

''یہ منزل اس قوم کے ہیں کہ میں نے ان کو پایا تھا کامل عمدہ
عیش میں جسے کوئی اندیشہ ہی نہ تھا پھر گردش زمانہ

نے انہیں بلا لیا۔ اور وہ کوچ کر گئے۔ طرف قبر کے اب نہ وہ
خود ہیں اور نہ ان کا نشان ہے۔''

اور درمیان محل کے ایک سونے کا تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

لا زلت تطلب کل ما یردی و تمحن فی الطلب
و ملکت ما املیت من ارض الا لعاجم والعرب
مدت الیك یدی الدی نذهبت فیمن قد ذهب

''ہمیشہ تو ہر ایسی چیز طلب کرتا رہا جو ہلاک کرنے والی ہے اور
اس کے لئے خوب محنت کرتا تھا۔ اور تو اپنی امید کے موافق
مالک ہو گیا عرب اور عجم کی زمین پر۔ تجھ پر موت نے ہاتھ لمبا
کیا اور جیسا اور لوگ مر گئے تو بھی مر گیا۔''

ہم نے وہاں ایک باغ دیکھا وہاں سنگ مرمر کی تختی لگی تھی اور ذیل کے اشعار اس پر کندہ تھے:

قد کان صاحب هذا القصد مغتبطا فی ظل علش یخاف الناس منه بلسه
اذ جآء بَغْتَه مَالَا امر دله فَخَر میتا و زال التاج عن رأسه
فاخرج اِلٰی لقصد فانظر کیف اوحشه فقد ان اربابه من بعد ایناسه

''کبھی یہ محل والا بھی محسود خلائق تھا۔ عیش کے سائے میں تھا
لوگ اس کی ہیبت سے کانپتے تھے۔ ناگہاں اس پر موت آئی
جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ آخر وہ مر گیا اور تاج اس کے سر سے
اُتر گیا تو اس محل میں جا کر دیکھ کس قدر متوحش ہو گیا ہے۔
احباب کے گم ہو جانے کی وجہ سے بعد ازاں کہ پہلے آباد تھا۔''

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے ان اشعار کو بہت پسند کیا پھر قبہ کی طرف گئے اس کے وسط میں ایک قبر تھی اور اس پر سنگ مرمر کی لوح لگی تھی اور اس پر ایک شعر کندہ تھا:

انا وھن التراب فی اللحد وحدے وضعا تحت لینة الترب خدے

''میں مٹی میں پھنسا ہوا ہوں اور لحد میں تنہا ہوں اور مٹی کی اینٹ پر میرا رخسار رکھا ہوا ہے۔''

مناسب حال بعض لوگوں کے چند اشعار لکھے جاتے ہیں:

یاتو اعلیٰ قلل الاجبال یحرسھم غلب الرجال فلم تنفعھم القلل
واستنذلوا بعد عزعن معاتاتھم واسکنوا حضرا یا بئسما نزلوا
ناداھم صارخ من بعد ما دفنرا این الاسوہ والتیجان والحلل
این الوجود التی کانت منعمة من دونھا نصرب الاستارد الکلل
فافضح القبر عنھم حین ساءلھم تلك الوجوہ علیه الدور یقتتل
قد طال ما اکلوا دھرومانعموا فاصبحوا بعد طول الأکل قد اکلوا

''یہ لوگ پہاڑ کی چوٹیوں پر رہے اور ان کی حفاظت، مضبوط لوگ کرتے تھے لیکن انہیں پہاڑ کی چوٹیوں نے فائدہ نہ دیا۔ وہ اپنے پناہ کے مقام سے اتارے گئے ہائے کیسی بُری جگہ اتارے گئے۔ دفن کے بعد ایک شخص نے ان سے چلا کر پوچھا کہ وہ تخت و تاج اور خلعت فاخرہ کہاں گئے، وہ منہ کہاں گئے جو ناز ونعمت کے پروردہ تھے جن کے آگے چلمن اور پردے پڑتے تھے۔ جب اس نے سوال کیا تو قبر نے جواب دیا کہ ان کے چہروں پر کیڑے بلبلا رہے ہیں۔ بہت

انہوں نے کھایا اور بہت ہی ناز ونعمت میں رہے اور بہت کھانے کے بعد ایسے ہو گئے کہ خود ہی کھائے گئے۔''

اسی مضمون میں صاحب روض کے اشعار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبر میں انس دے اور ان سے معاملہ لطف و کرم کا کرے اور اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے اور مسلمانوں کو ان کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین

رکوب النعش انساھم رکوبا علی الخیل العتیقات النجاب
ولیل القبر انساھم للیل به عرس الملیحات النقاب
و انساھم لفرش نا عمات لھا قد زینو فرش التراب
علی الدود الخدود و غاص ینھا اکرلا للھیات التراب

''جنازہ کی سواری نے انہیں بھلا دیا سوار ہونا عمدہ عربی گھوڑوں پر جو نجیب تھے اور قبر کی رات نے بھلا دی ان کو رات، زفاف کی جو ملیح اور خوب صورت دلہنوں کے ساتھ گزاری تھی، انہیں نرم بستر فراموش ہو گئے اور ان کے واسطے مٹی کے بستر بچھ گئے، کیڑے ان کے رخساروں پر چڑھ گئے اور گھس گئے، اور ان کی رونق کو مٹی نے کھا لیا۔''

اور کسی کے اشعار ہیں:

وقفت علی البنیان حین رأیته فکبر للرحمن حین رأنی
فقلت لہٗ این الذّین عھدتھم حوالیك فی امن و خفض زمان
فقال مضوااستودعونی رحالھم و من ذا الذی یبقی علی الحدثان

''میں نے جب ایک عمارت دیکھی تو وہاں کھڑا رہا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہی جب مجھے دیکھا۔ میں نے کہا

کہاں گئے وہ لوگ جن کے ساتھ تو نے زندگی بسر کی اور وہ
تیرے گرد امن اور عیش میں رہے۔ کہا۔ چلے گئے اور اسباب
میرے سپرد کر گئے اور عالم متغیر میں کون رہ سکتا ہے۔''

اور حکایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی آپ نے فرمایا کہ میں بقیع میں احباب کی زیارت کے واسطے گیا۔ اور ایک قبر پر میں نے سلام کیا اور وہاں سے یہ شعر پڑھتا ہوا لوٹا:

مالی مررت علی القبور مسلما   قبر الحبیب فلم یرد جرابی
یا قبر مالك لاتجیب منادیا   امللت بعدی صحبة الاحباب

''کیا وجہ ہے کہ میں قبروں پر سلام کرتا ہوا گزرا، اور حبیب کی
قبر پر سلام کیا تو جواب نہ ملا۔ اے قبر کیا ہوا تجھ کو جو جواب
نہیں دیتی، پکارنے والے کو۔ کیا تو میرے بعد احباب کی
صحبت کو بھول گئی۔''

فرمایا اسی وقت ایک بلند آواز سے مجھے یہ جواب دیا گیا:

قل للحبیب و کیف لی بجوابکم   وانا الرهین بجندل و تراب
اکل التراب محاسنی فنسیتکم   وحجبت عن اهلی و عن احبابی

''حبیب سے کہہ دے کہ میں کیونکر جواب دوں کہ میں تو مٹی
اور پتھروں میں پھنسا ہوا ہوں۔ مٹی میری رونق کو کھا گئی اور میں
تمہیں بھول گیا اور اپنے احباب و اقربا سے پوشیدہ ہو گیا۔''

اور کسی بزرگ کے اشعار ہیں:

لیالیك تفنی و الذنوب کثیرة   و عمرك یبلی والذمان جدید
و تحسب ان النقص فیك زیادة   و انت علی النقصان حسین تزید

''تیری راتیں فنا ہو جاتی ہیں اور گناہ بڑھتے جاتے ہیں اور عمر
تیری پرانی ہوتی جاتی ہے اور زمانہ نیا ہوتا جاتا ہے۔ تو نقصان
کو زیادتی جانتا ہے حالانکہ تو جس قدر بڑھتا ہے اسی قدر
گھٹتا ہے۔''

اور یہ کسی کے اشعار ہیں جو ایک قبر پر لکھے ہوئے تھے:

مقیم الی ان یبعث الله خلقه   لقاء وك لا یرجی و انت قریب
تزید بلی فی کل یوم و لیلة   و تبلی کما یبلی و انت حبیب

''تو یہاں مقیم ہے جب تک اللہ تعالیٰ مخلوق کو زندہ کرے تو
دل میں قریب ہے لیکن تیری ملاقات کی امید نہیں، ہر دن
رات بوسیدگی بڑھتی جاتی ہے اور جس قدر زمانہ پرانا ہوتا جاتا
ہے تو بھی پرانا ہوتا جاتا ہے، مگر تو ہر حال میں حبیب ہے۔''

اور دنیا کے متعلق ایک شخص کے چند اشعار یوں ہیں:

و من یکن همه الدنیا لیبعمها   فسوف یوما علی زعم یخلیها
لا تشبع النفس من دنیا تجمعها   وبلغت من قوام العیش تکفیها
لا دار للمرء بعد الموت یسکنها   الا التی کان قبل الموت یبنیها
فمن بناها بخیر طاب مسکنه   و من بناها بشر خاب بانیها
فاغرس اصول التقی عشت مجتهدا   و اعلم بانّك بعد الموت تجنیها

''جس کا قصد دنیا کا جمع کرنا ہو۔ وہ ایک دن ذلت کے ساتھ
اسے چھوڑے گا جس دنیا کو جمع کر رہا ہے۔ اس سے نفس کا
پیٹ نہیں بھرتا اور تھوڑی سی دنیا زندگی قائم رکھنے کو کافی ہے۔
آدمی کے لئے مرنے کے بعد رہنے کا کوئی مکان نہیں ہے۔

مگر وہی جس کو اس نے موت سے پہلے بنایا ہے۔ جس نے موت سے پہلے اچھا مکان بنا لیا تو اس کو اچھا مکان مل گیا اور جس نے بُرا مکان بنایا تو بنانے والا رسوا ہوا۔ زندگی میں کوشش کر کے تقویٰ کا درخت لگا۔ اور یہ سمجھ لے کہ موت کے بعد تو اس کا پھل توڑے گا۔'' (روض)

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں گورستان میں گیا اور یہ قطعہ بنا کر پڑھا:

قطعہ

مقابر میں آیا تو میں نے کہا! کہاں ہیں رئیس اور کدھر ہیں فقیر
کہاں ہیں جنہیں سلطنت پر تھا ناز کدھر ہیں جو تھے کبر والے امیر

میں نے ان کے درمیان سے آواز سنی کہنے والا تو کوئی دکھائی نہ دیتا تھا اور آواز آتی تھی:

خبر اور مخبر نہ دونوں رہے! ہوئے پنجۂ موت میں سب اسیر
ہے کیڑوں کی آمد سحر اور شام وہ کرتے ہیں ان صورتوں کو حقیر
جو تو پوچھتا ہے گزشتوں کا حال تجھے ان سے عبرت نہیں اے خبیر

آپ کہتے ہیں کہ میں سن کر روتا ہوا چلا آیا۔ (احیاء)

حضرت محمد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے لڑکے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا الٰہی آج میں تجھ سے اسکے لئے توقع رکھتا ہوں اور اس کے باب میں تجھ سے ڈرتا ہوں تو میری امید کو ثابت کر، اور میرے خوف کو دور فرما۔ (احیاء)

حضرت ابوسنان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ الٰہی جو میرا حق اس کے ذمے واجب تھا وہ میں نے بخش دیا۔ اب جو تیرا حق اس کے

ذمے واجب ہو تو بخش دے کہ تو زیادہ جواد اور کریم ہے۔ (احیاء)

ایک اعرابی اپنے بیٹے کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ الٰہی جو کچھ اس نے میرے ساتھ سلوک کرنے میں قصور کیا۔ وہ میں نے اس کو معاف کیا۔ پس جو کچھ تیری اطاعت میں اس نے قصور کیا ہو وہ تو معاف فرما دے۔ (احیاء)

جب ذر بن عمر کی وفات ہوئی تو اس کے باپ عمر نے اس کی لحد پر کھڑے ہو کر کہا کہ اے ذر مجھ کو تیرے بارے میں اتنا خوف ہے کہ اس سے ہم تجھ پر غم کرنا بھول گئے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ تجھ سے کیا سوال ہوا۔ اور تو نے کیا جواب دیا۔ پھر کہا کہ الٰہی! یہ ڈر ہے کہ جب تک تو نے چاہا اس سے مجھ کو نفع دیا۔ اور اب اس کی مدت اور روزی پوری کی۔ اور اس پر ظلم نہیں کیا۔ الٰہی تو نے اس پر اپنی اطاعت اور میری فرمانبرداری لازم کی تھی۔ الٰہی جو کچھ تو نے اس مصیبت پر صبر کرنے کا ثواب مجھ کو دینا کیا ہے۔ وہ میں نے اس کو بخش دیا۔ پس تو اس کا عذاب مجھ کو دے ڈال۔ اور اس کو عذاب مت کر۔ اس تقریر سے سب آدمی رو پڑے۔ پھر لوٹنے کے وقت یوں کہا کہ اے ذر! تیرے بعد مجھ کو کسی اور کی حاجت نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے کسی انسان کی ضرورت ہے۔ اب ہم جاتے ہیں اور تجھ کو تنہا چھوڑتے ہیں اور اگر ٹھہر بھی رہیں تو تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ (احیاء)

ایک بداعمال و بدکردار آدمی کی حکایت ہے کہ جس وقت وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کے لئے قبر کھدوائی۔ تو قبر میں ایک بہت بڑا سانپ دکھائی دیا، پھر انہوں نے دوسری جگہ کھدوائی تو اس میں بھی وہ سانپ تھا۔ غرضیکہ اس طرح کرتے کرتے تیس کے قریب قبریں کھودی گئیں اور سب میں ویسا ہی سانپ نکلتا رہا۔ آخر جب یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکتا اور نہ کوئی

اس پر غالب آ سکتا ہے تو مجبور ہو کر اس سانپ ہی کے پاس اس کو دفن کر دیا۔

صاحبِ روض کہتے ہیں کہ یہ سانپ اس کا عمل ہی تھا جیسا کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے قصہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان سے کسی نے ان کی توبہ کا حال پوچھا تو فرمایا میں شرابی تھا۔ ہر وقت شراب خواری میں ڈوبا رہتا تھا۔ میں نے ایک بہت خوب صورت لونڈی خریدی اور مجھے اس سے بہت تعلق تھا۔ پھر اس سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ اس سے بھی مجھے بے حد محبت ہو گئی۔ جس وقت وہ پاؤں سے چلنے لگی تو میرے دل میں اس کی الفت و محبت اور زیادہ ہوتی چلی گئی۔ اور اکثر یوں ہوتا کہ جب میں شراب لے کر بیٹھتا وہ میرے پاس آتی اور مجھ سے چھین کر میرے کپڑوں پر گرا جاتی۔ جب وہ پوری دو برس کی ہوئی تو اس کا انتقال ہو گیا۔ مجھے اس کے رنج اور صدمے نے بالکل تباہ کر دیا۔ جب ماہ شعبان نصف گزر چکا اتفاق سے جمعہ کی شب بھی تھی۔ میں شراب میں مست ہو کر سو رہا۔ عشاء کی نماز بھی نہیں پڑھی (میں نے خواب میں) دیکھا کہ حشر برپا ہے اور اہلِ قبور قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ مجھے اپنے پیچھے کچھ سرسراہٹ معلوم ہوئی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ میری طرف منہ کھولے دوڑا ہوا آ رہا ہے۔ میں خوف کے مارے اس کے آگے آگے بھاگا جا رہا ہوں۔ رعب مجھ پر چھایا ہوا ہے۔ میں ایک راستہ سے جو گزرا تو ایک بوڑھا آدمی سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے ہوئے ملا۔ میں نے ان سے گریہ زاری کی (کہ مجھے سانپ سے بچا دیجئے) انہوں نے فرمایا میں ضعیف آدمی ہوں اور یہ مجھ سے زیادہ طاقت ور ہے۔ اس لئے میں نہیں بچا سکتا، لیکن تم بھاگے چلے جاؤ شاید اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کا کوئی سبب پیدا کر دے۔ پھر میں اور بھی زیادہ بھاگا اور ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا۔ وہاں سے دوزخ کی لپٹیں اور ان کے طبقے

نظر آنے لگے۔ میں اسی سانپ کے اندیشے سے جو میرے پیچھے آ رہا تھا۔ قریب تھا کہ ان کے اندر جا پڑوں۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ پیچھے ہٹ تو دوزخی نہیں ہے۔ اس کے کہنے پر مجھے اطمینان ہوا۔ اور میں پیچھے ہٹا تو سانپ بھی میرے پیچھے ہی آیا۔ پھر مجھے آواز آئی۔ اس وقت میں ان بوڑھے صاحب کے پاس پھر آیا اور میں نے کہا کہ آپ سے میں یہ چاہتا تھا کہ مجھے اس سانپ سے بچائیں آپ نے قبول نہ کیا۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور فرمایا میں خود کمزور اور ناتواں ہوں، لیکن تم اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ وہاں مسلمانوں کی امانتیں جمع ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی شئے امانت رکھی ہوگی تو اس سے امداد مل جائے گی۔ میں نے دیکھا تو وہ گول پہاڑ تھا۔ بہت سے دروازے اس میں بنے ہوئے تھے۔ ہر دروازہ کی دونوں چوکھٹیں سونے کی اور یاقوت اور موتی جڑے ہوئے ریشمی پردے دروازوں پر پڑے ہوئے تھے۔ جس وقت میں نے اس پہاڑ کو دیکھا اس کی طرف دوڑا اور وہ سانپ بھی میرے پیچھے دوڑا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو چند فرشتوں نے پردے اٹھا کر دروازے کھول دیئے اور انہوں نے خود ہی دیکھنا شروع کر دیا کہ شاید وہاں اس نامید کی بھی کوئی امانت مل جائے اور وہ اسے (مجھے) اس کے (میرے) دشمن سے بچا لے۔ جس وقت پردے اٹھ گئے اور دروازے کھل گئے تو بہت سے بچے چاند سے چہرے چمکاتے ہوئے نکلے اور وہ سانپ میرے پاس ہی آ گیا۔ میں اپنی فکر میں نہایت ہی پریشان اور متردد تھا اتنے میں ایک بچے نے چیخ کر کہا کہ افسوس تم سب تو موجود ہو اور وہ (سانپ) اس کے پاس پہنچ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی جماعت بچوں کی نکلی اور میری بیٹی جو مر گئی تھی۔ یکا یک وہ بھی آ نکلی اور مجھے دیکھ کر رونے لگی اور کہا ہائے واللہ میرے ابّا۔ یہ کہتے ہی تیر کی طرح ایک نورانی مکان میں چلی گئی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری